وہ خدا جسنے تمام وحین اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اُسی نے اپنے فضل وکرم سے اس رسالہ کے مضمون ہمارے دل میں پیدا کئے

اور

اس کا نام

ہے

نسیم دعوت

نام اِس کا نسیم دعوت ہے — آریون کے لئے یہہ رحمت ہے
دل بیمار کا یہہ درمان ہے — طالبون کا یہہ یارِ خلوت ہے
کُفر کے زہر کو یہہ ہے تریاق — ہر ورق اِس کا جام صحت ہے
غور کرکے اِسے پڑھو پیارو — یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
خاکساری سے ہم نے لِکھا ہے — نہ تو سختی نہ کوئی شِدّت ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو — آخر اُسکی طرف ہی رِحلت ہے
سخت دل کیسے ہوگئے ہیں لوگ — سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
ایک دنیا ہے مر چکی اب تک — پھر بھی توبہ نہین یہہ حالت ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان مین باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی بتاریخ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۳ء
چھپ کر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قُویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قایم ہے اور کوئی چیز نہ اوسکے علم سے باہر ہے اور نہ اسکے تصرّف سے نہ اُسکی خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جسکے ذریعہ سے ہمنے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہمکو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے سو ہمنے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جسنے اپنے کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اُسکی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جسکے سہارے کے بغیر کوئی چیز قایم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حُسن والا۔ اور بیشمار احسان والا اوس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

بعد ہذا واضح ہو کہ آج آریہ سماج قادیان کی طرف سے میری نظر سے ایک اشتہار گزرا[1] جس پر ۲۲ فروری ۱۹۰۳ء تاریخ لکھی ہے اور مطبع چشمہ نور پریس امرتسر میں چھپا ہے جسکا عنوان اشتہار پر یہ لکھا ہے "قادیانی پوپ کے چیلوں کے ایک ڈھینگ کا جواب" اس اشتہار میں ہمارے سید و مولے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور میری نسبت اور میری معزز احباب جماعت کی نسبت اس قدر سخت الفاظ اور گالیاں استعمال کی ہیں کہ بظاہر یہی دل چاہتا

[1] اسکے بعد ایک اور تحریر ایک انگریزی اخبار میں جو آریہ سماج لاہور کیطرف سے نکلتی ہے اور ایک اور اشتہار طوطی رام نام ایک شخص کیطرف سے دیکھا گیا۔ منہ

تہا کہ ایسے لوگون کو مخاطب نکیا جاوے مگر خدا تعالی نے اپنی وحی خاص سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تحریر کا جواب لکھ اور مین جواب دینے مین تیرے ساتھ ہون تب مجھے اس مبشر وحی سے بہت خوشی پہنچی کہ جواب دینے مین مین اکیلا نہین۔ سو مین اپنے خدا سے قوت پاکر اُٹھا اور اُسکی روح کی تائید سے مینے اس رسالہ کو لکھا اور جیسا کہ خدانے مجھے تائید دی مینے یہی چاہا کہ ان تمام گالیون کو جو میرے نبی مطاع کو اور مجھے دی گئین نظر انداز کرکے نرمی سے جواب لکھون اور پھر یہ کاروبار خدا تعالی کے سپرد کردون۔

مگر قبل اسکے کہ مین اس اشتہار کا جواب لکھون اپنی جماعت کے لوگون کو نصیحتاً کہتا ہون کہ جو کچھہ اس اشتہار کے لکھنے والون اور ان کی جماعت نے محض دل دکھانے اور توہین کی نیت سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتراضات کے پیرایہ مین سخت الفاظ لکھے ہین یا میرے نسبت مال خور اور ٹھگ اور کاذب اور نمکحرام کے لفظ کو استعمال مین لائے ہین اور مجھے لوگون کا دغابازی سے مال کھانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت سور اور کتے اور مردار خوار اور گدہے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہین اور ملیچھ اُنکا نام رکھا ہے ان تمام دکھ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کرین اور مین اُس جوش اور اشتعال طبع کو خوب جانتا ہون کہ جو انسان کو اس حالت مین پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ نہ صرف اسکو گالیان دی جاتی ہین بلکہ اسکے رسول اور پیشوا اور امام کو توہین اور تحقیر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور سخت اور غضب پیدا کرنے والے الفاظ سنائے جاتے ہین لیکن مین کہتا ہون کہ اگر تم اِن گالیون اور بدزبانیون پر صبر نہ کرو تو پھر تم مین اور دوسرے لوگون مین کیا فرق ہوگا اور یہہ کوئی ایسی بات نہین کہ تمہارے ساتھہ ہوئی اور پہلے کسی سے نہین ہوئی ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا مین قائم ہوا ضرور دنیا نے اُس سے دشمنی کی ہے سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی کرین سو خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے۔ تمہین چاہئے کہ آریون کے رشیون اور بزرگون کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا وہ بھی خدا سے

قدّوس اور اسکے رسول پاک کو گالیان نہ دین کیونکہ ان کو معرفت نہین دیگئی اسلیئے وہ
نہین جانتے کہ کسکو گالیان دیتے ہین۔ یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشون کا تابع ہے
ممکن نہین کہ اسکے لبون سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اُسکا فسا د
کے کیڑون کا ایک انڈہ ہوتا ہے بجز اسکے اور کچھہ نہین۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم
سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک
معرفت کے بھید تمہارے ہونٹون پر جاری ہونگے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید
چیز سمجھے جاؤگے اور تمہاری عمرین بڑہائی جائینگی۔ تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔
اور چاہیئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہاری کلام پر کچھہ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے
حکمت کی باتین دلون کو فتح کرتی ہین لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتین فساد پھیلاتی ہین جہان
تک ممکن ہو سکے سچی باتون کو نرمی کے لباس مین بتاؤ تا سامعین کیلیئے موجب ملال نہون
جو شخص حقیقت کو نہین سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے
جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے اوسکو کبھی خدا کی طرف راہ نہین ملتی۔ اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات
اُسکے موہنہ پر جاری ہوتی ہے پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہین تمپر کہلین تو نفسانی جوشون
سے دور رہو اور کہیل بازی کے طور پر سخن مت کرو کہ یہ کچھہ چیز نہین اور وقت ضائع کرنا ہے
بدی کا جواب بدی کے ساتہہ مت دو نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے۔ اور
چاہیئے کہ دردمند دل کے ساتہہ سچائی کو لوگون کے سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے
کیونکہ مُردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور
سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے سو تم اگر پاک
علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات موہنہ سے مت نکالو کہ ایسی بات
حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگون اور اوباشون کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو
خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جاوے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پر حکمت جواب دو
تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو۔

اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ قادیان کے آریوں کا یہ حملہ جو میرے پر کیا گیا ہے یہ ایک ناگہانی ہے۔ اِن دنوں مین کوئی تحریر میری طرف سے شائع نہین ہوئی اور نہ میرے قلم سے اور نہ میری تعلیم سے اور نہ میری تحریک سے کسی نے کوئی اشتہار شائع کیا۔ پس خواہ مخواہ مجھے نشانہ بنانا اور مجھے گالیان دینا اور میرے سید و مولےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توہین تحقیر کے الفاظ لکھنا اور اِس طرح پر مجھے دوہری طور پر دُکھ دینا مین نہین سمجھ سکتا کہ اِس قدر نفسانی جوش کیون دکھلایا گیا۔ بعض قادیان کے آریہ جو میرے پاس آتے تھے بارہا مینے اُنکو نصیحت دی کہ زبان کی چالاکیون کا نام مذہب نہین ہے مذہب ایک پاک کیفیت ہے جو اُن لوگون کے دلون مین پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو پہچان لیتے ہین اور مینے ان کو بارہا یہ بھی کہا کہ دیکھو طاعون کا زمانہ ہے اور دنیا کی تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جب یہ کسی ملک مین بڑے زور سے بھڑکتی رہی ہے تو اسکا یہی موجب ہوتا رہا ہے کہ زمین پاپ اور گناہ سے بھرجاتی تھی اور خدا کی طرف سے جو آتا تھا اُس سے انکار کیا جاتا تھا اور جبھی کہ آسمان کے نیچے اس قسم کا کوئی بڑا گناہ ظہور مین آیا اور بیبا کی حد سے بڑھ گئی تبھی یہ بلا ظہور مین آئی۔ اب بھی یہ گناہ انتہا تک پہنچ گیا ہے دُنیا مین ایک عظیم الشان نبی انسانون کی اصلاح کے لئے آیا یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس نے اس سچے خدا کی طرف لوگون کو بُلایا جسکو دُنیا بھول گئی تھی لیکن اس زمانہ مین اُسی کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کیجاتی ہے جسکی نظیر کسی زمانہ مین نہین مل سکتی پھر خدا نے چودھوین صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا تا اس نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دنیا مین پھیلاوے اُسکو بھی گالیون کا نشانہ بنایا گیا سو یہ بُرے دن جو زمانہ دیکھ رہا ہے اسکا یہی باعث ہے کہ دلون مین خدا کا خوف نہین رہا اور زبانین تیز ہوگئین ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائیٹی کیلئے دکھلاتے ہین خدا کی عظمت ان لوگون کے دلون میں نہین

غرض کئی دفعہ ایسی نصیحتین قادیان کے ان آریون کو کی گئین لیکن نتیجہ برخلاف ہوا اور وہ خدا کی عظمت سے بالکل نہین ڈرے شائد دلون مین یہ خیال ہوگا کہ گو طاعون قادیان کے

ارد گرد لوگون کو ہلاک کر رہی ہے مگر ہمین کیا غم ہم تو ٹیکا لگانے کے بعد ہمیشہ کے لئے طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہین بڑا تعجب ہے کہ ایسے خطرناک دن اور پھر یہ لوگ زبان کو اپنے قابو مین نہین رکھتے نہین سوچتے کہ جس نبی کو ہم گالیان دیتے ہین اور اُسکی تحقیر اور توہین کرتے ہین اگر وہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور وہ خدا کی طرف سے ہے تو کیا یہ بدزبانیان اور بے ادبیان خالی جائینگی سُنو اسے غافلو! ہمارا اور اُن راستبازون کا تجربہ جو ہم سے پہلے گذر چکے ہین گواہی دیتا ہے کہ خدا کے پاک رسولون کی بے ادبی کا انجام اچھا نہین ہوتا ہر ایک نیک طینت جانتا ہے کہ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے اور ہر ایک ظلم کا پاداش ہے ✣

ایک اعتراض کا جواب

اب ہم آریہ صاحبون کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہین جو اُنہون نے اپنے اشتہار مین ہماری جماعت کے نومسلم آریون پر کیا ہے اور وہ یہ کہ یہ مسلمان ہونا اُن کا تب صحیح ہوتا کہ اول وہ چارون وید پڑھ لیتے اور پھر ویدون کے پڑھنے کے بعد چاہئے تھا کہ وہ آریہ دھرم کا اسلام سے مقابلہ کرتے اور پھر اس قدر تحقیق و تفتیش کے بعد اگر اسلام کو حق دیکھتے تو مسلمان ہو جاتے سو واضح ہو کہ ہمارے نومسلم آریہ جہان تک حق تحقیق کا ہے سب کچھ ادا کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں باقی رہا یہ اعتراض کہ انہون نے چارون وید کیون نہیں پڑھے ہین یہ اعتراض اس صورت مین ہو سکتا تھا کہ جب اعتراض کرنیوالے اپنے ویدخوان ہونے کا ثبوت دیتے افسوس کہ انہون نے اعتراض کرنے وقت انصاف اور خدا ترسی سے کام نہین لیا بھلا اگر انہون نے سچائی کی پابندی سے یہ اعتراض پیش کیا ہے تو ہمین بتلاوین کہ انمین سے وہ تمام لوگ رام رام کرنے والے جو سناتن دہرم پر قائم تھے اور پھر چند سال سے وہ آریہ بنے انہون نے کس پنڈت سے وید پڑھا ہے کیونکہ اگر مذہب کی تبدیلی کے لئے پہلے ویدون کا پڑھ لینا ضروری شرط ہے تو اس شرط سے آریہ کیونکر باہر رہ سکتے ہین یہ بات

کس کو معلوم نہین کہ پنڈت و باشندے کے وجود سے پہلے اس ملک مین تمام ہندو سناتن دہرم کے رہتے تہے اور ابہی تک اُن کے ٹہاکردوارے اس گانو مین بہی موجود ہین اور ان کے پنڈت اور وید دان آریہ ورت مین بکثرت پائے جاتے ہین اور بہتوں کو ہمنے خود دیکہا ہے اور وید جو اُردو اور انگریزی مین ترجمہ ہوچکے ہین ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اکثر ارتہ جو سناتن دہرم والے کرتے ہین وہی ٹہیک ہین - خیر اس بحث کو اس وقت جانے دو بہرحال جو اعتراض ان آریہ صاحبون نے نومسلم ہندوون پر کیا ہے وہی اعتراض انپر بہی ہوتا ہے کیونکہ ایک زمانہ تو وہ تہا کہ وہ رام چندر کرشن اور دیگر اوتارون کو پرمیشر جانتے تہے مورتی پوجا کو وید کی ہدایت سمجہتے تہے اور سب سے زیادہ یہ کہ ویدانت کے اصول کے موافق اپنے تئین پرمیشر مین سے نکلے ہوئے خیال کرتے تہے اور پہر آریہ بننے کے بعد وہ سب خیالات پلٹ گئے اور بجائے اسکے کہ پرمیشر مین سے نکلے ہون انادی اور غیر مخلوق کہلا کر خود قدیم اور پرمیشر کے شریک بنگئے پس کیا اس قدر انقلاب کے لئے حسب عقیدہ ان کے یہ ضرور نہ تہا کہ ہر ایک فرد اُن مین سے اول چارون وید پڑہ لیتا پہر اپنے قدیم مذہب سناتن دہرم کو چہوڑتا اور آریہ سماج مین داخل ہوتا - پس اگر قادیان کے آریہ سماجیون نے نومسلم آریون پر اعتراض کرنے کے وقت جہوٹ اور حق پوشی سے کام نہین لیا تو ہمین دکہلاوین کہ انکی جماعت آریون مین سے کتنے وہ لوگ ہین جنکو رگ اور یجر اور شام اور اتہرن وید سب کنٹھ ہین اگر اس بات مین وہ سچے نکلے کہ اپنی سب جماعت انہون نے وید دان ثابت کر دی تو کم سے کم ہم ان کو شریف آدمی مان لینگے جنہون نے اپنے اعتراض مین کسی ایسی جہوٹی بات کو پیش نہین کیا جسکو آپ وہ پابند نہین تہے - یہ کس کو معلوم نہین کہ یہہ تمام مجمع قادیان والون کا ایک بازاری دوکان نشینون کا مجمع ہے جنمین سے کوئی ساہوکارہ کا شغل رکہتا ہے اور کوئی بزازی کرتا ہے اور کوئی نون تیل کی دوکان رکہتا ہے اور جہان تک ہمکو علم ہے انمین سے ایک بہی وید دان نہین پس کیا ان لوگون کے مقابل پر وہ شریف نومسلم آریہ جاہل کہلا سکتے ہین جو بعض انکے بی اے تک تعلیم یافتہ ہین اور انگریزی اور اردو ترجمے ویدون کے پڑہتے ہین اور دن رات دین کی تعلیم پاتے ہین ٭

پھر ماسوا اسکے یہ ہمارا دعوے صرف قادیان تک محدود نہین بلکہ ہم اس امر کی پوری اطلاع رکھتے ہین کہ ہرایک شہر اور قصبہ کا آریہ سماج اکثر ایسے ہی ذخیرہ سے بھرا ہوا ہے اور یہہ خیال ہرگز ہرگز صحیح نہین ہے کہ جن لوگون نے سناتن دھرم کو الوداع کہہ کر باوجود سخت اختلاف کے آریہ سماجی بننا قبول کیا ہے پہلے وہ اپنے گھر سے چارون وید پڑھ کر آئے تھے بلکہ ہم زور سے کہتے ہین کہ تمام پنجاب اور ہندوستان مین بجز معدودے چند جنکو انگلیون پر گن سکتے ہین تمام مجموعہ آریون کا ایسا ہی ہے کہ ہرایک دوکاندار یا ساہوکار نے آریون مین نام لکھا رکھا ہے اور خود بجز بڑے پیٹ اور لمبی موچھون اور دوکان کے حساب کے اور کچھہ یاد نہین۔

اور یہہ باتین ہمری بے تحقیق نہین بلکہ مین آریہ صاحبون کو ہزار روپیہ بطور انعام دینے کو طیار ہون اگر وہ میرے پر ثابت کرین کہ جس قدر انکی فہرست مین مرد و زن آریہ درج ہین یا یون کہو کہ جس قدر آریہ سماجی کہلانے والے مرد ہون یا عورات ہون۔ برٹش انڈیا مین موجود ہین فیصدی اُن مین سے پانچ ایسے پنڈت پائے جاتے ہین جو چارون وید سنسکرت مین جانتے ہین اگر چاہین تو مین کسی سرکاری بینک مین یہ روپیہ جمع کرا سکتا ہون۔ اب بتلاؤ کہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ خود لا فضیحت و دیگرے را نصیحت اگر حیا اور سچائی سے کام لیا جاتا تو ایسے اعتراضات کی کیا ضرورت تھی جو خود آریہ سماج پر ہی وارد ہوتے ہین۔ ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ آریون کا یہ مجموعہ صرف اس طرح پر طیار ہوا ہے کہ مہاجنون ساہوکارون ملازمون کو طرح طرح کے حیلون سے ترغیب دی گئی کہ تم آریہ سماج مین نام لکھا دو تو بہت سے لالہ صاحبون نے اس طرح پر نام لکھا رکھے ہین اور اصل حقیقت کی کچھ بھی خبر نہین اور اکثرون کے گھرون مین دیوتا پرستی اور مورتی پوجا کے تعلقات بھی بدستور قائم ہین یہ بات ایسی مخفی نہین ہے جسکی تحقیق کرنیکے لئے کچھہ زیادہ مشقت کی حاجت ہو تم کسی شہر یا قصبہ مین چلے جاؤ اور تحقیقات کر لو کہ کس قدر اسمین آریہ سماجی ہین اور کس قدر انمین سے وید دان ہین پس جبکہ آریہ سماجی بننے کی یہ کیفیت ہے تو پھر کون ایسے تعلیم یافتہ نومسلم آریون پر اعتراض کر سکتا ہے جو اول ہندو تھے اور پھر سناتن دھرم اور آریون کے اصولون کو خوب معلوم کرکے اور اس کے مقابل پر اسلام کے اصول دیکھہ کر اور سچائی اور عظمت آلٰہی انمین مشاہدہ کرکے مشرف باسلام ہو گئے

محض خدا کے لئے دکھہ اُٹھائے اور بیویون بہائیون عزیزون سے الگ ہوئے اور قوم کی گالیان سُنین - اِن نومسلم آریون کے تبدیل مذہب کو غرض نفسانی پر محمول کرنا یہ طعن ہندوئون کا کچہہ نیا نہین بلکہ قدیم سے اس مذہب کے متعصب لوگون کی عادت ہی کہ جب کوئی اور معقول جواب نہین آتا تو یہی کہدیا کرتے ہین کہ مال کیلئے یا کسی عورت کیلئے ہندو مذہب کو چہوڑ دیا ہے اور یہہ بہی کہدیا کرتے ہین کہ کروڑہا ہندو جو مسلمان ہوگئے وہ مسلمان بادشاہون کے جبر سے ہوئے تہے بعض ہندو جوش مین آکر یہ بہی کہہ دیتے ہین کہ مسلمان ہونیوالے دراصل مسلمانون کا ہی نطفہ ہین اور نہین سوچتے کہ یہ اعتراض تو ہماری ہی کروڑہا عورتون پر آتا ہے - آجکل کی تحقیقات سے ثابت ہی کہ اسلامی بادشاہون کے عہد کا زمانہ جو سات سو برس تک تہا اگر انگریزون کے زمانہ سے جو سو برس تک ابہی گذرا ہے مقابلہ کیا جائے تو اسمین جس قدر ہندو کثرت سے مسلمان ہوئے ہین اسکی اوسط زیادہ نکلتی ہے اور خودغرضی کا الزام تو بہت ہی قابل شرم ہے کیونکہ بعض ہندو امیرون رئیسون اور راجون نے اسلام کے بعد کئی لاکہہ روپیہ دینی امداد مین دیا ہے اور ہمارے غریب نومسلم آریہ ہمیشہ اپنی کمائی سے ہمین چندہ دیتے ہین پہر تعجب کہ یہہ مخالف لوگ ایسے بیجا بہتانون سے باز نہین آتے اور جب حالتین اکثر آریہ اپنی عورتون کو چہوڑ کر اسلام کیطرف آتے ہین تو اس صورت مین پہر انکو عورتون کا الزام دینا کیا اس قسم کے اعتراضات دیانت کے اعتراض ہین مثلاً ذرہ سوچو کہ سردار فضل حق اور شیخ عبدالرحیم جو نومسلم آریہ ہین ہندو ہونے کی حالت مین کس قسم کی حاجت رکہتے تہے جو اسلام سے پوری ہوئی

تبدیل مذہب کیلئے جسقدر علم درکار ہی اسکی سچی فلاسفی

اب ہم فائدہ عام کیلئے اس امر کی سچی فلاسفی بیان کرتے ہین کہ تبدیل مذہب کے لئے کس قدر واقفیت ضروری ہے کیا بقول آریہ سماج قادیان جب مثلاً ایک ہندو تبدیل مذہب کرنے لگے تو اول اُسکو چارون وید سنسکرت مین پڑہ لینے چاہئے یا عقل اور انصاف کے رو سے اسمین کوئی اور قاعدہ ہے -

پس واضح ہو کہ جیسا کہ ہم ابہی بیان کر چکے ہین یہ ہرگز صحیح نہین ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ایک ہندو کا یہ فرض ہے کہ اول چارون وید سبقاً سبقاً کسی پنڈت سے پڑہ لے اور پہر اگر چاہے تو کوئی اور مذہب اختیار کرے کیونکہ اگر یہہ صحیح ہو تو مذہب کی تبدیلی کے لئے صرف وہی لوگ لائق ہون گے جو وید دان پنڈت ہون حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صدہا ہندو جو ویدون کا ایک صفحہ بہی نہین پڑہ سکتے سناتن دہرم سے نکل کر آریہ سماجی بنتے جاتے ہین اور بموجب حال کی مردم شماری کے پنجاب مین آریہ مت والے مرد نو ہزار سے زیادہ نہین اور اسقدر جماعت آریہ مین شاید ایک دو پنڈت ہون یا نہ ہون باقی سب عوام ہندو ہین جو محض چند باتین سنکر آریہ بن گئے ہین اور اپنے قدیم مذہب سناتن دہرم کو چہوڑ دیا ہے اور جیسا کہ آریہ سماجی لوگ مسلمان ہونے والے آریون کا نام بہرشٹ اور ملیچہ رکہتے ہین یہی نام سناتن دہرم کیطرف سے انکو ملتا ہے اور مذہب سے انکو خارج سمجہتے ہین اور وید کے منکر قرار دیتے ہین پہر باوجود اس قدر مخالفت شدید اور اختلاف عقاید کے جو سناتن دہرم اور آریہ سماجیون مین اظہر من الشمس ہے ایک جاہل سے جاہل سناتن دہرم والا جب آریہ بننے کیلئے آتا ہے تو کوئی اسکو نہین کہتا کہ اول چارون وید پڑہ لے بلکہ اسکا آریہ سماجی بننا غنیمت سمجہتے ہین خاص کر اگر کوئی دولتمند ساہوکار ہو گو کیسا ہی جاہل ہو تو پہر کیا کہنا ہے ایک شکار ہاتہہ آگیا اسکو کون چہوڑے بہلا بتلائیے آپ کے لالہ بڈہا مل صاحب کتنے وید پڑہے ہوئے ہین جو سناتن دہرم چہوڑ کر آریہ بن گئے۔ ایسا ہی دوسرے لالہ صاحبان جو آنہیں کے بہائی بند ہین اپنے اپنے گریبانون مین سوچہہ ڈالکر سوچین کہ انکو ویدِ دانی مین کیا کیا کمالات حاصل ہین۔ پس اس صورت مین ظاہر ہے کہ جو اعتراض نومسلم آریون پر کیا جاتا ہی وہی درحصل آریون پر بہی ہوتا ہے مگر یاد رکہنا چاہئے کہ جو آریہ ہندو مسلمان ہوتا ہے چونکہ اوسکو پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو بہت سی دشمنون کا مقابلہ کرنا پڑے گا اسلئے طبعاً وہ اُسی وقت مسلمان ہوتا ہے جب وہ اپنے دل مین حق اور باطل کا فیصلہ کر لیتا ہے۔

اور یہہ فیصلہ چارون وید پڑہنے پر منحصر نہین ورنہ تبدیل مذہب کا دروازہ ہی بند ہو جائے۔ اور نیز اس صورت مین یہ بہی لازم آتا ہے کہ آریہ سماج والے بجز ایک دو وید دان پنڈتون کے جو

ایہیں ہون باقی سب ہندون کو سناتن دہرم کی طرف واپس کر دین اور انکو ہدایت کر دین کہ جب تم وید پڑہ کر آؤ گے تب تمہین آریہ سماج مین داخل کیا جاویگا پہلے نہین ہر ہوشمند انسان اسبات کو جلد سمجھہ سکتا ہے کہ اگر تبدیل مذہب کے لئے عالم فاضل ہونا ضروری ہے تو ہندوستان کے کروڑہا ہندو عوام الناس جو کچھہ علم نہین رکھتے اور مختلف فرقون پر تقسیم شدہ ہین وہ آریہ سماج مین داخل ہونے کے لایق نہین ہو سکتے جب تک سب کے سب ویدوان نہ ہون اور شاسترون کو سبقاً سبقاً نہ پڑہ لین۔

پس سنو اور خوب کان کہول کر سنو کہ تبدیل مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھہ ضروری نہین بلکہ سچائی کی تلاش کرنے والے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پہر انہین سے سچا مذہب شناخت کرنیکے لئے صرف تین باتون کا دیکھنا ضروری ہے (۱) اول یہ کہ اس مذہب مین خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنے اسکی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیت کی نسبت کیا بیان ہے کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہین دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزون کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹہراتا ہے اور ایسی پرستشون سے منع نہین کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہان تک امکان قدرت ہے وہان تک قدرت کے سلسلہ کو نہین پہنچاتا یا اس کے علم کو ناتمام جانتا ہے یا اسکی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون مین افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اسکی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اسکے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور روحانی نعمت کے وسایل کو مخصوص رکہتا ہے یا الوہیت کے خواص مین سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہین ہے۔ (۲) دوسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب مین جسکو وہ پسند کرے اسکے نفس کے بارے مین اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے مین کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہین کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوثی کیطرف کہینچتی ہو یا دیوثی امور کو مستلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالف ہو

اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جسکی پابندی غیر ممکن یا مستلزم خطرات ہو اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کیلئے اہم ہے ترک کی گئی ہو اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دیکر بندہ کا رشتہ محبت اس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لیجاتے ہوں اور غفلت سے حضور اور یاد داشت کیطرف کھینچتے ہوں۔

(۳) تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مذہب کو پسند کرے جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مردہ سے مشابہت رکھتا ہو کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مردہ سے مشابہ ہے جسکا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہو نہ اس وجہ سے کہ اس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اسپر احسان کرنا ہے اور جس خدا کی طاقتیں کچھہ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے اس پر ایمان لانا بیفائدہ ہے اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا ہے اور ایک مردہ پرمیشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں۔ پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا تا اسکا نفس پاک اور روشن ہو جائے اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوگا جسمیں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا۔

یہ تین ضروری امر ہیں جو تبدیل مذہب کرنے والے کیلئے قابل غور ہیں پس اگر کوئی شخص کسی مذہب کو ان تین معیاروں کے رو سے دوسرے مذاہب پر فایق اور غالب پاوے تو اُسکا فرض ہوگا کہ ایسے مذہب کو اختیار کرے اور اس قدر تحقیق کے لئے نہ کسی بڑے پنڈت بننے کی حاجت ہے اور نہ کسی بڑے پادری بننے کی ضرورت ہے اور خدا نے جیسا کہ جسمانی زندگی کے لئے جن جن چیزوں کی حاجت ہے جیسے پانی ہوا آگ اور خوردنی چیزیں وہ ان کے لئے جو عمداً خودکشی نہ کرنا چاہیں بکثرت پیدا کر رکھی ہیں اِسی طرح اس نے روحانی زندگی کے لئے اپنی ہدایت کی طریقوں

کو انسانون کے لئے بہت سہل و آسان کر دیا ہے تا انسان اس مختصر عمر مین فوق الطاقت مشکلات مین نہ پڑین اور امور ثلاثہ جو ہمنے اوپر ذکر کئے ہین اُن کے لئے ایک عمر خرچ کرنی اور عالم فاضل بننے کی ضرورت نہین بلکہ ہر ایک حامی مذہب جو اپنے اصول شائع کرتا ہے اُنہین اصولون سے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ اس معیار کے موافق ہین یا نہین اور اگر وہ اپنے اصولون کے بیان کرنے مین کچھہ جھوٹ بولے یا کسی بات کو چھپا دے تو وہ خیانت پوشیدہ نہین رہسکتی کیونکہ علمی زمانہ ہے اور صدہا پہلو ایسے ہین جن سے حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے -

اب جبکہ مذکورہ بالا بیانات سے ببداہت ثابت ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ہرگز ایسی ضرورت نہین کہ کسی دین کے تمام فروع اصول اور جزئیات کلیات معلوم کئے جائین بلکہ امور مذکرہ بالا کی واقفیت کافی ہے تو اس صورت مین ان نومسلم آریون کا کیا قصور ہے جو ان ضروری امور کی تحقیق کر کے مشرف باسلام ہوئے ہین اور جس صورت مین خود آریہ سماج کے گروہ مین سکھ جٹ سُنار اور جاہل دوکاندار آریون مین شامل ہین جو بغیر چارون وید پڑہنے کے بلکہ بدون ان امور ثلاثہ مذکورہ بالا کی تحقیق کے سناتن دہرم اور خالصہ مذہب سی جو ان کے قدیم مذاہب تھے دست بردار ہوکر آریہ مت مین داخل ہو گئے ہین اور اکثر لوگ ان مین سے نادان اور جاہل ہین گویا کُل ذخیرہ آریہ مت کا بجز شاذ و نادر اشخاص کے انہین عوام الناس سے بھرا ہوا ہے تو پھر کیون ان غریب نومسلم آریون پر اعتراض کیا جاتا ہے جنہون نے ارکان ثلاثہ پر خوب غور کر کے مذہب اسلام اختیار کیا ہے - ہم بار بار لکھ چکے ہین کہ یہ بات تعلیق بالمحال ہے کہ کسی مذہب کے اختیار کرنے کے لئے پہلے اپنے آبائی مذہب کی کتاب اور اسکی تفسیرون کو سبقاً سبقاً اول سے آخر تک پڑہ لینا ضروری ہے اس شرط کو نہ کوئی آریہ دکھا سکتا ہے اور نہ کوئی پادری بلکہ یہ صرف ناحق کی نیش زنی ہے جو راستبازی سے بعید ہے - دُنیا مین عالم فاضل کی ڈگری حاصل کرنیوالے تو ہر ایک مذہب مین تھوڑے ہوتے ہین بلکہ تبحر علمی مین پورے کامل ہر ایک ملک مین دس بیس سے زیادہ نہین ہوتے مگر دوسرے لوگ کروڑہا ہوتے ہین جو نہ پنڈت کہلاوین اور نہ پادری کے نام سے ملقب ہون اور نہ مولوی ہونیکا عمامہ سر پر رکھتے ہین اور انہین مین اکثر طالب حق بھی ہوتے

ہین اور اُن کے لئیے کافی ہوتا ہے کہ وہ اس قدر دیکھ لین کہ کسی مذہب مین خدا کے بارے
مین کیا تعلیم ہے اور پھر مخلوق کے بارے مین کیا تعلیم۔ اور پھر اس تعلیم کا ثمرہ کیا ہے کیا وہ اس
خدا تک پہونچاتی ہے اور اُس مخفی ذات کو دکھلاتی ہی جو زندہ خدا ہے یا اسکو محض قصون کے سہارے پر چھوڑتی ہی جیسا کہ ہم ان امور ثلاثہ کی ابھی
تصریح کر چکے ہین اور عقل سلیم بدیہت اس بات کو سمجھتی ہے کہ جو شخص ان تینون امور مین کسی
مذہب کو کامل پائیگا وہی مذہب سچا ہوگا کیونکہ یہ تسلی جھوٹے مذہب مین ہرگز نہین مل سکتی۔
اب ہم ناظرین پر بڑے زور سے اس بات کا ثبوت ظاہر کرتے ہین کہ یہ تینون قسم کی خوبیان
محض اسلام مین پائی جاتی ہین اور باقی جس قدر مذاہب روئے زمین پر ہین کیا آریہ اور کیا عیسائی
اور کیا کوئی اور مذہب وہ ان سہ گونہ خوبیون سے خالی ہین اور ہم طول بیان سے پرہیز کر کے
ہر ایک خوبی کے ذیل مین اسلام اور ان دونون مذہبون کا کچھہ ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالی

اول

خدا تعالی کے متعلق عیسائی صاحبون اور آریہ صاحبون کی کیا تعلیم ہی اور قرآن شریف کی کیا تعلیم

عیسائی صاحبان اِس بات کے اقراری ہین کہ اُن کے نزدیک حضرت عیسٰی علیہ السلام ہی
کامل خدا ہین جنکے اندر چار روحین موجود ہین ایک بیٹے کی دوسرے باپ کی تیسری روح القدس
کی چوتھی انسان کی اور یہہ مربع خدا ہمیشہ کے لئے مربع ہو گا بلکہ اسکو مخمس کہین تو بجا ہے
کیونکہ اسکے ساتھہ جسم بھی ہمیشہ ہی رہیگا لیکن اب تک اس بات کا جواب نہین دیا گیا کہ اس خدا کا
وہ جسم جو ختنہ کے وقت اس سے علیحدہ کیا گیا تہا اور وہ جسم جو تحلیل ہوتا رہا اور رہا ہمیشہ ناخنون
اور بالون کے کاٹنے کی وجہ سے کم ہوتا رہا کیا وہ بھی کبھی اس جسم کے ساتھہ شامل کیا جائیگا۔
یا ہمیشہ کے لئے اسکو داغ جدائی نصیب ہوا۔ ہر ایک عقلمند کو معلوم ہے کہ یہ علم طبعی کا مسلم اور مقبول

اور تجربہ کردہ مسئلہ ہے کہ تین برس تک پہلا جسم تحلیل پاکر نیا جسم اسکی جگہ آجاتا ہے اور پہلے ذرات الگ ہوجاتے ہین۔ پس اس حساب سے تینتیس برس کے عرصہ مین حضرت مسیح کے گیارہ جسم تحلیل پائے ہونگے اور گیارہ نئے جسم آئے ہونگے اب طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ گیارہ مفقود شدہ جسم پھر حضرت مسیح کے موجودہ جسم کے ساتھ شامل ہوجائینگے یا نہین اور اگر نہین شامل ہونگے تو کیا بوجہ کسی گناہ کے وہ علیحدہ رکھنے کے لایق تھے یا کسی اور وجہ سے علیحدہ کئے گئے اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا سبب ہے۔ اور کیون جایز نہین کہ اس موجودہ جسم کو دور کرکے وہی پہلے جسم حضرت مسیح کو دئے جائین اور کیا وجہ کہ جبکہ گیارہ دفعہ اسبات کا تجربہ ہوچکا ہے کہ حضرت مسیح تمام انسانون کیطرح تین برس کے بعد نیا جسم پلٹتے رہے ہین اور تینتیس برس تک گیارہ نئے جسم پاچکے ہین تو پھر کیون اب باوجود دوہزار برس گذرنے کے وہی پرانا جسم ان کیساتھ لازم غیر منفک رہا اگر اس جسم کے غیر فانی بننے کی وجہ انکی خدائی ہے تو ان پہلے دنون مین بھی تو خدائی موجود تھی جبکہ ہر ایک تین برس کے بعد پہلا چولہ جسم کا وہ اوتارتے رہے ہین اور وہ جسم جو خدائی کا ہمسایہ تھا خاک وغبار مین ملتا رہا۔ تو کیون یہ موجودہ جسم بھی اُن سے الگ نہین ہوتا۔ پھر یہ بھی ذرہ سوچو کہ انسان کے جسم کے پہلے ذرات اس سے الگ ہوجانا تو کوئی غیر معمولی بات نہین بلکہ رحم سے نکلتے ہی ایک حصہ اسکے جسم کے زوایدہ کا الگ کرنا پڑتا ہے اور ناخن اور بال ہمیشہ کٹانے پڑتے ہین اور بسا اوقات بباعث بیماری بہت دُبلا ہوجاتا ہے اور پھر کھانے پینے سے نیا جسم آجاتا ہے مگر خدا کے گیارہ جسم اس سے الگ ہوجائین اسمین بیشک خدا کی ہتک ہے ہان جیسا کہ چارون روحون کے عقیدہ مین ایک راز تسلیم کیا گیا ہے اگر اس جگہ بھی یہی جواب دیا جائے کہ اسمین بھی کوئی راز ہے تو پھر بحث کو ختم کرنا پڑتا ہے مگر بار بار راز کا بہانہ پیش کرنا یہ ایک بناوٹ اور کمزوری کی نشانی ہے۔

پھر دوسری تعجب یہ ہے کہ اس تخمیس کا نام تثلیث کیون رکھا گیا ہے جبکہ بموجب عیسائی عقیدہ کے چارون روحین مسیح کے جسم مین ابدی اور غیر فانی ہین اور ہمیشہ رہینگی اور انسانی روح بھی بباعث غیر فانی ہونے کے اس مجموعہ سے کبھی الگ نہین ہوگی اور نہ کبھی

جسم الگ ہوگا تو پہر یہ تو تخمیس ہوئی نہ تثلیث اب ظاہر ہے کہ واضعان تثلیث سے یہ ایک
بڑی ہی غلطی ہوئی ہے جو انہون نے تخمیس کو تثلیث سمجھہ لیا مگر اب بہی یہ غلطی درست ہوسکتی
ہے اور جیسا کہ گذشتہ دنون مین تثلیث کے لفظ کی نسبت ثالوث تجویز کیا گیا تہا اب بجائے
ثالوث کے تخمیس تجویز ہوسکتی ہے غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔ مگر افسوس کہ اس پانچ پہلو والے خدا کی کچہہ کچہہ مرمت ہی ہوتی رہتی
اب خلاصہ کلام یہ کہ عیسائی مذہب توحید سے تہیدست اور محروم ہے بلکہ ان لوگون
نے سچے خدا سے منہ پہیر کر ایک نیا خدا اپنے لیئے بنایا ہے جو ایک اسرائیلی عورت کا بیٹا ہے
مگر کیا یہ نیا خدا انکا قادر ہے جیسا کہ اصلی خدا قادر ہے۔ اس بات کے فیصلہ کے لیئے خود اسکی سرگذشت
گواہ ہے کیونکہ اگر وہ قادر ہوتا تو یہودیون کے ہاتہہ سے مارین نہ کہاتا۔ رومی سلطنت کی حوالات
مین نہ دیا جاتا اور صلیب پر کہینچا نہ جاتا۔ اور جب یہودیون نے کہا تہا کہ صلیب پر سے خود بخود
اتر آ ہم ابہی ایمان لے آئین گے اُس وقت اُتر آتا۔ لیکن اُس نے کسی موقعہ پر اپنی قدرت
نہین دکہلائی۔ رہے اس کے معجزات سو واضح ہو کہ اسکے معجزات دوسرے اکثر نبیون
کی نسبت بہت ہی کم ہین مثلاً اگر کوئی عیسائی ایلیا نبی کے معجزات سے جو بائبل مین مفصّل
مذکور ہین جنہین سے مُردون کا زندہ کرنا بہی ہے مسیح ابن مریم کے معجزات کا مقابلہ کرے تو
اسکو ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ ایلیا نبی کے معجزات شان اور شوکت اور کثرت مین مسیح ابن مریم
کے معجزات سے بہت بڑہکر ہین ہان انجیلون مین بار بار اس معجزہ کا ذکر ہے کہ یسوع مسیح
مصروعون یعنے مرگی زدہ لوگون مین سے جن نکالا کرتا تہا اور یہہ بڑا معجزہ اسکا شمار کیا گیا ہے
جو محققین کے نزدیک ایک ہنسی کی جگہ ہے آجکل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ مرض صرع
ضعف دماغ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یا بعض اوقات کوئی رسولی دماغ مین پیدا ہوجاتی
ہے اور بعض دفعہ کسی اور مرض کا یہ عرض ہوتی ہے لیکن ان تمام محققین نے کہین نہین لکہا
کہ اس مرض کا سبب جن بہی ہوا کرتے ہین۔ قرآن شریف کا حضرت مسیح ابن مریم پر یہہ بہی احسان
ہے کہ اسکے بعض معجزات کا ذکر تو کیا لیکن یہ نہین لکہا کہ وہ مرگی زدہ بیمارون مین سے جن بہی نکالا
کرتا تہا۔ اور نہ قرآن شریف مین حضرت مسیح ابن مریم کے معجزات کا ذکر اس غرض سے نہین ہے

کہ اس سے معجزات زیادہ ہوئے ہین بلکہ اس غرض سے ہے کہ یہودی اسکے معجزات سے قطعاً منکر تھے اور اسکو فریبی اور مکار کہتے تھے پس خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین یہودیکو دفع اعتراض کیلئے مسیح ابن مریم کو صاحب معجزہ قرار دیا اور اسی حکمت کی وجہ سے اسکی مان کا نام صدیقہ رکھا کیونکہ یہودی اسپر ناجائز تہمت لگاتے تھے سو مریم کا صدیقہ نام رکھنا اس غرض سے نہین تھا کہ وہ دوسری تمام پاک دامن اور صالحہ عورتون سے افضل تھی بلکہ اس نام کے رکھنے مین یہودیون کے اعتراض کا ذبّ اور دفع مقصود تھا- اسی طرح جو احادیث مین لکھا گیا کہ عیسیٰ اور اسکی مان مس شیطان سے پاک تھے اس قول کے یہ معنی نہین ہین کہ دوسرے نبی مس شیطان سے پاک نہین تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ نعوذ باللہ جو حضرت مسیح پر ولادت ناجایز کا الزام لگایا گیا تھا اور حضرت مریم کو ایک ناپاک عورت قرار دیا گیا تھا- اس کلمہ مین اسکا ردّ مقصود ہے ایسا ہی حضرت مسیح کی پیدائش بہی کوئی ایسا امر نہین ہے جس سے انکی خدائی مستنبط ہو سکے- اسی دہوکہ کے دور کرنے کے لئے قرآن شریف اور انجیل مین حضرت عیسیٰ اور یحیی کی ولادت کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا گیا ہے تا پڑہنے والا سمجہ لے کہ دونون ولادتین اگرچہ بطور خارق عادت ہین لیکن ان سے کوئی خدا نہین بن سکتا ورنہ چاہئے کہ یحیی بہی جسکا عیسائی یوحنا نام رکہتے ہین خدا ہو بلکہ یہ دونون امر اس بات کی طرف اشارہ تہا کہ نبوت اسرائیلی خاندان مین سے جاتی رہیگی یعنے جبکہ یسوع مسیح کا باپ بنی اسرائیل مین سے نہ ہوا اور یحیی کی مان اور باپ اس لایق نہ ٹھہرے کہ اپنے نطفہ سے بچہ پیدا کر سکین تو یہہ دونون بنی اسرائیلی سلسلہ سے خارج ہو گئے اور یہہ آئندہ ارادہ الہی کے لئے ایک اشارہ قرار پایا کہ وہ نبوت کو دوسرے خاندان مین منتقل کریگا- ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا کوئی اسرائیلی باپ نہین ہے پس وہ بنی اسرائیل مین سے کیونکر ہو سکتا ہے لہذا اسکا وجود اسرائیلی سلسلہ کے دائمی نبوت کی نفی کرتا ہے ایسا ہی یوحنّا یعنے یحیی اپنے مان باپ کے قویٰ مین سے نہین ہے سو وہ بہی اسی کیطرف اشارہ ہے-

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ مسیح کے کسی معجزہ یا طرز ولادت مین کوئی ایسا عجوبہ نہین کہ وہ اسکی خدائی پر دلالت کرے اسی امر کیطرف اشارہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح کی ولادت کے

ذکر کرکے اللہ نے یحیےٰ کی ولادت کا ذکر کر دیا تا معلوم ہو کہ جیسا کہ یحیےٰ کی خارق عادت ولادت انکو انسان ہونے سے باہر نہین لیجاتی ایسا ہی مسیح ابن مریم کی ولادت اسکو خدا نہین بناتی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یوحنا کی ولادت حضرت عیسےٰ کی ولادت سے کوئی کم عجیب تر نہین بلکہ حضرت عیسیٰ مین صرف باپ کیطرف مین ایک خارق عادت امر ہے اور حضرت یحییٰ مین ماں اور باپ دونون کی طرف مین خارق عادت امر ہے اور اوس کے ساتھہ یہہ بہی ہے کہ حضرت یحییٰ کی پیدایش کا نشان بہت صاف رہا ہے کیونکہ اُنکی ماں پر کوئی ناجائز تہمت نہین لگائی گئی اور بوجہ اسکے کہ وہ بانجہ تہی تہمت کا کوئی محل بہی نہین تہا۔ لیکن حضرت مریم پر تہمت لگائی گئی اور اس تہمت نے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے اعجوبہ کو خاک مین ملا دیا مگر اس تہمت مین صرف یہودیون کا قصور نہین بلکہ خود حضرت مریم سے ایک بڑی بہاری غلطی ہوئی جس نے یہود کو تہمت کا موقعہ دیا اور وہ یہہ کہ جب اس نے اپنے کشف مین فرشتہ کو دیکہا اور فرشتہ نے اُسکو حاملہ ہونے کی بشارت دی تو مریم نے عمداً اپنے خواب کو چہپایا اور کسی کے پاس اسکو ظاہر نہ کیا کیونکہ اسکی ماں اور باپ دونون نے اسکو بیت المقدس کے نذر کیا تہا تا وہ ہمیشہ تارکہ رہکر بیت المقدس کی خدمت مین مشغول رہے اور کبہی خاوند نہ کرے اور بتول کا لقب اسکو دیا گیا اور اُس نے آپ بہی یہی عہد کیا تہا کہ خاوند نہین کریگی اور بیت المقدس مین رہیگی۔ اب اس خواب کے دیکہنے سے اُسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر مین لوگون کے پاس یہ ظاہر کرتی ہون کہ فرشتہ نے مجہے یہ بشارت دی ہے کہ تیرے لڑکا پیدا ہوگا تو لوگ یہ سمجہین گے کہ یہ خاوند کرنا چاہتی ہے اسلئے وہ اس خواب کو اندر ہی اندر دبا گئی لیکن وہ خواب سچی تہی اور ساتہہ ہی اسکے حمل ہو گیا جس سے مریم مدت تک بیخبر رہی جب پانچوان مہینا حمل پر گذرا تب یہ چرچا پہیل گیا کہ مریم کو حمل ہے اور اس وقت لوگون کو خواب سنا دی لیکن اسوقت سنانا بے فائدہ تہا۔ آخر بزرگون نے پردہ پوشی کے طور پر یوسف نام ایک شخص سے اسکا نکاح کر دیا اس طرح پر یہ نشان مکدر ہو گیا۔

رہی حضرت مسیح کی پیشگوئیان پس وہ تو ایسی ہین کہ ابتک یہودی اُسپر ہنسی کرتے ہین کیونکہ ایسی باتین کہ زلزلے آئینگے قحط پڑینگے لڑائیان ہونگی عادت مین داخل ہین اور ہمیشہ ہوتے

رہتی ہین اور نیز یہودی کہتے ہین کہ انکی کوئی بات جو پیشگوئی کے رنگ مین ہی سچی نہین نکلی چنانچہ یہ اعتراض اُن کے ابتک لاینحل چلے آتے ہین کہ حضرت عیسےٰ نے باران حواریون کو جوان کے سامنے موجود تہے بہشت کا وعدہ دیا تہا بلکہ ان کے لیے باران تخت تجویز کئے تہے لیکن آخرکار باران مین سے گیارہ رہ گئے اور بارھوان حواری جو یہودا اسکریوطی تہا وہ مُرتد ہوگیا اور تیس روپیہ لیکر حضرت عیسےٰ کو اوس نے گرفتار کرا دیا اگر یہہ پیشگوئی خدا کی طرف سے ہوتی تو یہہ دام زدنہ ہوتا۔ ایساہی ان کا یہہ بہی اعتراض ہے کہ انکی یہہ پیشگوئی کہ ابہی اس زمانہ کے لوگ زندہ ہونگے کہ مین واپس آجاؤنگا یہہ پیشگوئی بہی بڑی صفائی سے خطا گئی۔ کیونکہ اونیس سو برس گذر گئے اور اُس زمانہ کے لوگ مدت ہوئی کہ مرکھپ گئے لیکن وہ واپس نہین آئے۔

غرض اِن تمام باتون سے ظاہر ہے کہ وہ ہرگز کسی بات پر قادر نہین تہا صرف ایک عاجز انسان تہا اور انسانی ضعف اور لاعلمی اپنے اندر رکہتا تہا اور انجیل سے ظاہر ہے کہ اس کو غیب کا علم ہرگز نہین تہا کیونکہ وہ ایک انجیر کے درخت کیطرف پہل کہانے گیا اور اُسکو معلوم نہ ہوا کہ اسپر کوئی پہل نہین ہے اور وہ خود اقرار کرتا ہے کہ قیامت کی خبر مجہے معلوم نہین پس اگر وہ خدا ہوتا تو ضرور قیامت کا علم اوسکو ہونا چاہئے تہا اسی طرح کوئی صفت الوہیت اوسمین موجود نہین تہی اور کوئی ایسی بات اسمین نہین تہی کہ دوسرے دن مین نہ پائی جائے عیسائیون کو اقرار ہے کہ وہ مر ہی گیا۔ پس کیسے بدقسمت وہ فرقہ ہے جس کا خدا مرجائے۔ یہہ کہنا کہ پہر وہ زندہ ہوگیا تہا کوئی تسلی کی بات نہین جسنے مر کر ثابت کردیا کہ وہ مر ہی سکتا ہے اُسکی زندگی کا کیا اعتبار۔

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ موجودہ مذہب عیسائیون کا ہرگز خدا تعالی کی طرف سے نہین ہے کیونکہ جسکو انہون نے خدا قرار دیا ہے وہ کسی طرح خدا نہین ہوسکتا۔ خدا پر ہرگز موت نہین آسکتی اور نہ وہ علم غیب سے محروم ہوسکتا ہے۔

اب ہم اسی پیمانہ سے **آریہ مذہب** کو ناپنا چاہتے ہین کہ آیا وہ سچے اور کامل اور واحد لاشریک خدا کو مانتے ہین یا اس سے برگشتہ ہین۔ پس واضح ہو کہ اول علامت خداشناسی کی توحید ہے یعنی خدا کو اوسکی ذات مین اور صفات مین ایک ماننا اور کسی خوبی مین اُسکا کوئی شریک قرار نہ دینا۔ لیکن ظاہر ہے کہ آریہ سماجی لوگ ذرّہ ذرّہ کو خدا تعالے کی ازلیت کی صفت مین شریک قرار دیتے ہین* اور جس طرح خدا تعالی اپنے وجود اور ہستی مین کسی خالق کا محتاج نہین اسی طرح اُن کے نزدیک جیو یعنے روح اور پرمانو یعنے ذرات اجسام بہی اپنے وجود اور ہستی مین کسی خالق کیطرف محتاج نہین بلکہ اپنی تمام قوتون کے ساتھ قدیم اور انادی ہین اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہین اب ظاہر ہے کہ اس عقیدہ کے رو سے نہ خدا کی توحید باقی رہتی ہے نہ اسکی عظمت مین سے کچھ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اس صورت مین اُسکی شناخت پر کوئی دلیل بہی قایم نہین ہوسکتی کیونکہ صانع اپنے مصنوعات سے ہی شناخت ہوتا ہے پس جبکہ روحون اور جسمون کی تمام قوتین خود بخود اور قدیم ہین توپہر خدا کے وجود پر کونسی دلیل قایم ہوئی اور عقل انسانی نے کیونکر سمجہہ لیا کہ وہ موجود ہے۔ یہ کہنا بیجا ہے کہ وہ اِن ذرات کو جوڑتا ہے اور روح اور جسم کو تعلق بخشتا ہے اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے کیونکہ صرف جوڑنے سے کوئی شخص خدا نہین کہلا سکتا وجہ یہ کہ اگر صرف جوڑنے سے کوئی خدا کہلا سکتا ہے تو اس صورت مین تو تمام نجار اور معمار خدا کہلا سکتے ہین کیونکہ جوڑنے کا کام تو انہین بہی آتا ہے۔ دیکہو حال کے زمانہ مین کیسی کیسی عمدہ صنعتین یورپ کے صناعون نے ایجاد کی ہین۔ یہان تک کہ مادرزاد اندہون کے دیکہنے کے لئے بہی ایک آلہ نکالا ہے۔ اور آئے دن کوئی نہ کوئی نئی صنعت نکال لیتے ہین یہان تک کہ ایک قسم کے مردہ جانورون مین روح ڈالنے کا طریق بہی اونہون نے ایجاد کیا ہے یعنی جب کوئی جانور ایسے طور سے مرجاے جو اسکے اعضاء رئیسہ کو صدمہ نہ پہنچے اور اسکی موت پر کچہہ زیادہ عرصہ بہی نہ گذرے تو وہ اسکو اپنی حکمت عملی سے دوبارہ زندہ کرتے ہین گو حقیقی طور پر وہ زندگی نہین ہوتی تاہم اعجوبہ نمائی ہین کیا شک ہے۔ امریکہ مین آجکل یہ عمل کثرت سی پہیل رہا ہے مگر کیا ایسی صنعتون سے وہ خدا

* یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ مسلمان بھی انسانی ارواح کو ابدی قرار دیتے ہیں کیونکہ قران شریف یہ نہیں سکھلاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں بلکہ وہ یہہ سکھلاتا ہے کہ یہ ابدیّت انسانی روح کے لئے محض عطیۂ الٰہی ہے ورنہ انسانی روح بھی دوسرے حیوانات کیطرح قابل فنا ہے۔ منہ

کہلا سکتے ہین -

پس اصل بات یہ ہے کہ خدا کی قدرت مین جو ایک خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کہلاتا ہے وہ روحانی اور جسمانی قوتون کے پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ مثلاً جانداروں کے جسم کو جو اس نے آنکھین عطا کی ہین اس کام ہین اوسکا اصل کمال یہ نہین ہے کہ اس نے یہ آنکھین بنائین بلکہ کمال یہ ہے کہ اس نے ذرات جسم مین پہلے سے ایک پوشیدہ طاقتین پیدا کر رکھی تہین - جنمین بینائی کا نور پیدا ہو سکے پس اگر وہ طاقتین خود بخود ہین تو پہر خدا کچہہ بہی چیز نہین کیونکہ بقول شخصے کہ گہی سنوارے سالنا بڑی بہو کا نام - اس بینائی کو وہ طاقتین پیدا کرتی ہین خدا کو اسمین کچہہ دخل نہین اور اگر ذرات عالم مین وہ طاقتین نہ ہوتین تو خدائی بیکار رہ جاتی پس ظاہر ہے کہ خدائی کا تمام مدار اسپر ہے کہ اوس نے روحون اور ذرات عالم کی تمام قوتین خود پیدا کی ہین اور رکہتا ہے اور خود اُن مین طرح طرح کے خواص رکہے ہین اور رکہتا ہے پس وہی خواص جوڑ نیکے وقت اپنا کرشمہ دکہلاتے ہین - اور اسی وجہ سے خدا کے ساتہہ کوئی موجد برابر نہین ہوسکتا کیونکہ گو کوئی شخص ریل کا موجد ہو یا تار کا یا فوٹوگراف کا یا پریس کا یا کسی اور صنعت کا اسکو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ ان قوتون کا موجد نہین جن قوتون کے استعمال سے وہ کسی صنعت کو طیار کرتا ہے بلکہ یہ تمام موجد بہی بنائی قوتون سے کام لیتے ہین جیسا کہ انجن چلانے مین بہاپ کی طاقتون سے کام لیا جاتا ہے پس فرق یہی ہے کہ خدا نے عنصر وغیرہ مین یہ طاقتین خود پیدا کی ہین مگر یہ لوگ خود طاقتین اور قوتین پیدا نہین کر سکتے - پس جبتک خدا کو ذرات عالم اور ارواح کی تمام قوتون کا موجد نہ ٹہرایا جائے تب تک خدائی اسکی ہرگز ثابت نہین ہوسکتی اور اس صورت مین اسکا درجہ ایک معمار یا نجار یا حدّاد یا گلگو سے ہرگز زیادہ نہین ہوگا - یہ ایک بدیہی بات ہے جو رد کے قابل نہین - پس دانشمند کو چاہئے کہ سمجہہ کر جواب دے کہ بغیر سمجہہ کے جواب دینا صرف بکواس ہے -

یہ نمونہ آریہ سماجیون کی توحید کا ہے اور پہر دوسرا امر کہ وہ اپنے پرمیشر کو قادر کس درجہ تک سمجہتے ہین خود ظاہر ہے کیونکہ جب کہ اُن کا یہ مانا ہوا اصول ہے کہ اُن کا پرمیشر نہ ارواح کا خالق ہے نہ ذرات اجسام کا تو اس سے ظاہر ہے کہ اسکی قدرت ان کے نزدیک صرف

اس حد تک ہے کہ وہ باہم جسم اور روح کو جوڑتا ہے اور جو ارواح اور اجسام مین گُن اور خواص اور عجیب و غریب قوتین ہین وہ ان کے نزدیک انادی اور خود بخود ہین پرمیشر کا انمین کچھہ بھی دخل نہین - اب اس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک ان کے پرمیشر کی قوت اور قدرت سنارون اور آہنگرون وغیرہ صناعون سے کچھہ زیادہ نہین کیونکہ زیادتی تو تب ہو کہ وہ ان قوتون اور گنون اور خاصیتون کا پیدا کرنیوالا بھی ہو اور جبکہ وہ سب خاصیتین اور قوتین اور گُن اور طرح طرح کی طاقتین ارواح اور ذرات اجسام مین قدیم اور انادی ہین جیسا کہ خود ارواح اور ذرات اجسام قدیم اور انادی ہین تو اس صورت مین ماننا پڑتا ہے کہ جس پرمیشر نے ان ارواح اور ذرات کو پیدا نہین کیا اس نے ان کی قوتون کو بھی پیدا نہین کیا کیونکہ کوئی چیز اپنی قوتون سے الگ نہین رہ سکتی - ہر ایک چیز کی قوتین اُس کے ساتھہ ہوتی ہین اور وہی اُسکی صورت نوعیہ کو قایم رکھتی ہین اور جب وہ قوت اور گُن باطل ہو جائے تو ساتھہ ہی وہ چیز باطل ہو جاتی ہے پس اگر یہ مانا جائے کہ پرمیشر نے روحون اور ذرات عالم کو پیدا نہین کیا تو ساتھہ ہی ماننا پڑتا ہے کہ اس نے اسکی قوتون اور گُنون اور خاصیتون کو بھی پیدا نہین کیا - اور اس صورت مین بدیہی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی قدرت اور قوت انسانی قوت اور قدرت سے بڑھ کر نہین کیونکہ ہم بار بار کہتے ہین کہ انسان سے زیادہ پرمیشر مین یہی بات ہے کہ وہ قوتون اور گُنون اور خاصیتون کا اپنی قدرت سے پیدا کرنیوالا ہے مگر انسان گو کیسا ہی انواع اقسام کے ایجادات مین سبقت لیجائے مگر وہ قوتون اور گُنون اور خاصیتون کو اپنے مطلب کے موافق ارواح اور اجسام مین پیدا نہین کر سکتا ہان جو خدا کی طرف سے پہلے ہی سے قوتین اور گُن اور خاصیتین موجود ہین اُن سے کام لیتا ہے مگر خدا نے انسانون مین جس مطلب کا ارادہ کیا ہے پہلے سے اس مطلب کے تکمیل کے لئے تمام قوتین خود پیدا کر رکھی ہین مثلاً انسانی روحون مین ایک قوت عشقی موجود ہے اور گو کوئی انسان اپنی غلطی سے دوسرے سے محبت کرے اور اپنے عشق کا محل کسی اور کو ٹھہراوے لیکن عقل سلیم بڑی آسانی سے سمجھہ سکتی ہے کہ یہہ قوت عشقی اسلئے روح مین رکھی گئی ہے کہ تا وہ اپنے محبوب حقیقی سے جو اسکا خدا ہے اپنے سارے دل اور ساری طاقت اور سارے جوش سے پیار کرے -

پس کیا ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ قوت عشقی جو انسانی روح مین موجود ہے جسکی موجبین ناپیدا کنار ہین اور جسکے کمال تموج کے وقت انسان اپنی جان سے بہی دست بردار ہونیکو طیار ہوتا ہے یہ خود بخود روح مین قدیم سے ہے ہرگز نہین اگر خدا نے انسان اور اپنے ذات مین عاشقانہ رشتہ قایم کرنے کے لیئے روح مین خود قوت عشقی پیدا کرکے یہ رشتہ آپ پیدا نہین کیا تو گویا یہ امر اتفاقی ہے کہ پرمیشر کی خوش قسمتی سے روحون مین قوت عشقی پائی گئی اور اگر اسکے مخالف کوئی اتفاق ہوتا یعنے قوت عشقی روحون مین نہ پائی جاتی تو کبہی لوگون کو پرمیشر کیطرف خیال بہی نہ آتا اور نہ پرمیشر اسمین کوئی تدبیر کرسکتا کیونکہ نیستی سے ہستی نہین ہوسکتی۔ لیکن ساتہہ ہی اسبات کو بہی سوچنا چاہیئے کہ پرمیشر کا ہمیشگی اور عبادت اور نیک اعمال کے لیئے مواخذہ کرنا اسبات پر دلیل ہے کہ اُس نے خود محبت اور اطاعت کی قوتین انسان کے روح کے اندر رکہی ہین لہذا وہ چاہتا ہے کہ انسان جسمین خود اوس نے یہ قوتین رکہی ہین اسکی محبت اور اطاعت میں محو ہو جائے ورنہ پرمیشر مین یہ خواہش پیدا کیون ہوئی کہ لوگ اس سے محبت کرین اسکی اطاعت کرین اور اسکی مرضی کے موافق رفتار اور گفتار بناوین۔ ہم دیکہتے ہین کہ باہمی کشش کے لیئے کسی قسم کا اتحاد ضروری ہے انسان انسان کے ساتہہ انس رکہتا ہے اور بکری بکری کے ساتہہ اور گائے گائے کے ساتہہ اور ایک پرندہ اپنے ہم قسم پرندہ کے ساتہہ پس جبکہ انسان کی روحانی اور جسمانی قوتون کو پرمیشر کے ساتہہ کوئی بہی رشتہ نہین تو کس اشتراک سے باہمی کشش درمیان ہو صرف جوڑنے کا اشتراک کافی نہین کیونکہ جیسا کہ ہم ابہی بیان کرچکے ہین جوڑنے مین پرمیشر اور ایک نجار یا آہنگر برابر ہین اگر ہمارا کوئی عضو اپنے ٹہکانہ سے اُتر جائے اور کوئی شخص اوسکو اصل جگہ سے جوڑ دے یا مثلاً اگر کسی کا ناک کٹ جائے اور کوئی شخص زندہ گوشت اُس ناک پر چڑہا کر ناک کو درست کر دے تو کیا وہ اُسکا پرمیشر ہو جائیگا۔ خدا کو پہلی کتابون مین استعارہ کے طور پر پتا یعنے باپ قرار دیا گیا ہے اور قرآن شریف مین بہی فرمایا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم یعنی تم خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپون کو یاد کرتے ہو۔ اور فرمایا اللہ نور السموات والارض یعنے خدا اصل نور ہے ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے۔ پس خدا کا

نام استعارۃً پتار کہنا اور ہر ایک نور کی جڑ اُسکو قرار دینا اسی کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی روح کا خدا سے کوئی بہاری علاقہ ہے۔

عربی مین آدمی کو انسان کہتے ہین یعنے جسمین دو اُنس ہین ایک انس خدا کی اور ایک اُنس بنی نوع کی۔ اور اسی طرح ہندی مین اُسکا نام مانس ہے جو مانوس کا مخفف ہی اس سے ظاہر ہے کہ انسان اپنے خدا سے طبعی اُنس رکھتا ہے اور مشرکانہ غلطی بھی دراصل اُسی سچے خدا کی تلاش کیوجہ سے ہے۔ ہم اپنے کامل ایمان اور پوری معرفت سے یہ گواہی دیتے ہین کہ یہ اصول آریہ سماجیون کا ہرگز درست نہین کہ ارواح اور ذرات اپنی تمام قوتون کے ساتہہ قدیم اور انادی اور غیر مخلوق ہین۔ اِس سے تمام وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے جو خدا مین اور اوس کے بندون مین ہے۔ یہ ایک نیا اور مکروہ مذہب ہے جو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے ہم نہین جانتے کہ وید سے کہان تک اِس مذہب کا تعلق ہے لیکن ہم اس پر بحث کرتے ہین کہ یہ اصول جو آریہ سماجیون نے اپنے ہاتہہ سے شایع کیا ہے یہ عقل سلیم کے نزدیک کامل معرفت اور کامل غور اور کامل سوچ کے بعد ہرگز درست نہین۔ سناتن دہرم کا اصول جو اسکے مقابل پر پڑا ہوا ہی اسکو اگرچہ ویدانت کے بیجا مبالغہ نے بدشکل کر دیا ہے اور ویدانتیون کی افراط نے بہت سے اعتراضات کا موقعہ دیدیا ہے تاہم اسمین سچائی کی ایک چمک ہی اگر اُس عقیدہ کو زوائد سے الگ کر دیا جاوے تو ماحصل اسکا یہی ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز پرمیشر کے ہی ہاتہہ سے نکلی ہے پس اس صورت مین تمام شبہات دور ہو جاتے ہین اور ماننا پڑتا ہے کہ بموجب اصول سناتن دہرم کے وید کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ تمام ارواح اور ذرات اجسام اور اُنکی قوتین اور طاقتین اور گن اور خاصیتین خدا کی طرف سے ہین۔

یاد رہے کہ آریہ ورت مین مذہب قدیم جسپر کروڑہا انسان پائے جاتے ہین سناتن دہرم ہے اگرچہ اس مذہب کو عوام نے بگاڑ دیا ہے اور مورتی پوجا اور دیویون کی پرستش اور بہت سی مشرکانہ بدعتین اور اوتارون کو خدا سمجہنا گویا اس مذہب کی جزو ہو گیا ہے لیکن ان چند غلطیون کو الگ کر کے بہت سی عمدہ باتین بہی اس مذہب مین موجود ہین اسی مذہب مین بڑے بڑے رشی اور منی اور جوگی ہوتے رہے ہین اور نیز اس مذہب مین بڑے بڑے جپی تپی اور ریاضت

کرنیوالے پائے گئے ہین اب اگر کوئی چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن جس مذہب کو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے اسمین وہ روحانیت نہین ہے جسکو سناتن دہرم کے بزرگون نے پایا تہا گو آخر کار شرک کو اپنے عقائد مین ملاکر اس روحانیت کو کہو دیا مخلوق کا خدا سے حقیقی تعلق تبہی ٹہرتا ہے جب مخلوق خدا کے ہاتہہ سے نکلنے والے ہون جسپر غیریت کا داغ ہے اسمین یگانگت کبھی آ نہین سکتی۔ ہمنے بڑے بڑے پنڈتون سے سُنا ہے کہ پنڈت دیانند نے جو مذہب پیش کیا ہے یہ اس ملک کے خود راے لوگون کا مذہب تہا جو محض اپنی ناقص عقل کے پیرو تہے جیسے یونان کے گمراہ فلاسفر اسلئے وہ وید کی چندان پروا نہین کرتے تہے۔ غائت کار عوام کو مائل کرنے لئے تاویلون کے ساتہہ کوئی وید کی شرتی اپنی تائید مین سُناتے تہے تا اس طرح پر اپنے عقائد کو عوام مین پہیلا وین ورنہ اصل عقیدہ وید کا وہی ہے جو سناتن دہرم کی روح مین مخفی ہے۔ ان لوگون مین کسی زمانہ مین قابل تعریف عملی حالتین نہین اور وہ بنون مین جاکر ریاضت اور عبادت بہی کرتے تہے اور ان کے دلون مین نرمی اور سچی تہذیب تہی کیونکہ اُن کا مذہب صرف زبان تک نہین بلکہ دلون کو صاف کرنے تہی اور وہ پرمیشر جس کا کتابون مین اونہون نے نام سنا تہا چاہتے تہے کہ اسی دنیا مین اُسکا درشن ہوجائے اسلئے وہ بہت محنت کرتے تہے اور اس صدق کا نور اُنکی پیشانیون مین ظاہر تہا۔ پہر بعد اسکے ایک اور زمانہ آیا کہ بت پرستی اور دیوتون کی پوجا اور مورتی پوجا اور اوتارون کی پوجا بلکہ ہر ایک عجیب چیز کی پوجا سناتن دہرم کا طریق ہوگیا اور وہ اُس طریق کو بہول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تہا جن پر اُنکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا۔

بات یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے ہوجاتے ہین اور واقعی اپنا وجود اور ذرہ ذرہ اپنے جسم کا خدا کی طرف سے سمجھتے ہین انکو خدا اور ہی نعمت دیتا ہے اور جو لوگ اپنا روح اور اپنے جسم کا ذرہ ذرہ خدا کی طرف سے نہین جانتے ان مین تکبر ہوتا ہے اور وہ دراصل خدا کے گہرے احسان اور اسکی کامل پرورش سے منکر ہوتے ہین بلکہ اُن کے نزدیک جس قدر باپ کو اپنے بیٹے سے روحانی تعلق ہے اس قدر بہی خدا کو اپنے بندہ سے تعلق نہین کیونکہ وہ مانتے اور قبول کرتے ہین کہ بیٹا اپنی مان

اور باپ سے اس قدر روحانی تعلق رکھتا ہے کہ اُن کے اخلاق سے حصہ لیتا ہے۔ مثلاً جب بیٹے کا باپ شجاعت کی صفت سے موصوف ہے بیٹے مین بھی وہ صفت کسی قدر آجاتی ہے اور جس باپ میں مادہ فراست اور عقل کا بہت ہے بیٹا بھی اس میں سے کسی قدر حصہ پاتا ہے لیکن آریہ صاحبونکا یہ مذہب نہین ہے کہ انسانی روح مین جو اخلاق اور صفات اور قوتین ہین وہ خدا سے اُسکو ملی ہین کیونکہ اگر وہ ایسا کہین تو پھر انہین روح کو مخلوق ماننا پڑے حالانکہ انسانی اخلاق خدا کے اخلاق کا پرتوہ ہین جب خدا نے روحون کو پیدا کیا تو جس طرح باپ کے اخلاق کا بیٹون مین اثر آجاتا ہے ایسا ہی بندون مین اپنے خدا کا اثر آگیا

اور ابھی ہم بیان کرچکے ہین کہ خدا نے جو انسان کو اپنی طرف بلایا ہے اس لئے اس نے پہلے سے پرستش اور عشق کے مناسب حال قوتین اسمین رکھدی ہین۔ پس وہ قوتین جو خدا کی طرف سے ہین خدا کی آواز کو سن لیتی ہین۔ اسی طرح جب خدا نے چاہا کہ انسان خدا کی معرفت مین ترقی کرے تو اس نے پہلے سے ہی انسانی روح مین معرفت کے حواس پیدا کر رکھے ہین اگر وہ پیدا نہ کرتا تو پھر کیونکر انسان اسکی معرفت حاصل کرسکتا تھا۔ انسان کی روح مین جو کچھہ ہے در اصل خدا سے ہے اور وہ خدا کی صفات ہین جو انسانی آئینہ مین ظاہر ہین ان مین سے کوئی صفت بُری نہین بلکہ ان کے بد استعمال اور ان مین افراط تفریط کرنا بُرا ہے شاید کوئی جلدی سے یہ اعتراض کرے کہ انسان مین حسد ہے بغض ہے اور دوسری صفات ذمیمہ ہوتے ہین پھر وہ کیونکر خدا کی طرف سے ہوسکتی ہین پس واضح رہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کرچکے ہین در اصل تمام انسانی اخلاق الٰہی اخلاق کا ظل ہین کیونکہ انسانی روح خدا سے ہے لیکن کمی یا زیادتی یا بد استعمالی کی وجہ سے وہ صفات ناقص انسانون مین مکروہ صورت مین دکھائی دیتے ہین۔ مثلاً حسد انسان مین ایک بہت بُرا خلق ہے جو چاہتا ہے جو ایک شخص سے ایک نعمت زایل ہوکر اُسکو مل جائے لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول مین یہ روا نہین رکھتا کہ اُس کمال مین اُسکا کوئی شریک بھی ہو سو یہ درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئین ہمیشہ وحدہ لا شریک دیکھنا چاہتا ہے۔ پس ایک قسم

کی بد استعمالی سے یہ عمدہ صفت قابل نفرت ہوگئی ہے ورنہ اس طرح پر یہ صفت مذموم نہیں کہ کمال میں سب سے زیادہ سبقت چاہیے اور روحانیت میں تفرد اور یکتائی کے درجہ پر اپنے تئیں دیکھنا چاہیے -

پھر ماسوا اس کے اگر خدا کو قادر نہ مانا جاوے تو پھر اس سے ساری امیدیں باطل ہو جاتی ہیں کیونکہ ہماری دعاؤں کی قبولیت اس بات پر موقوف ہے کہ خدا تعالی جب چاہے ذرات اجسام میں یا ارواح میں وہ قوتیں پیدا کر دے جو انمیں موجود نہ ہوں مثلاً ہم ایک بیمار کے لئے دعا کرتے ہیں اور بظاہر مرنے والے آثار اسمیں ہوتے ہیں تب ہماری درخواست ہوتی ہے کہ خدا اسکے ذرات جسم میں ایک ایسی قوت پیدا کر دے جو اسکے وجود کو موت سے بچالے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وہ دعا قبول ہوتی ہے اور بسا اوقات اول ہمیں علم دیا جاتا ہے کہ یہ شخص مرنے پر ہے اور اسکی زندگی کی قوتوں کا خاتمہ ہے لیکن جب دعا بہت کی جاتی ہے اور انتہا تک پہنچ جاتی ہے اور شدت دعا اور قلق اور کرب سے ہماری حالت ایک موت کی سی ہو جاتی ہے تب ہمیں خدا سے وحی ہوتی ہے کہ اس شخص میں زندگی کی طاقتیں پھر پیدا کی گئیں تب وہ یک دفعہ صحت کے آثار ظاہر کرنے لگتا ہے گویا مردہ سے زندہ ہوگیا۔

ایسا ہی مجھے یاد ہے کہ جب مینے طاعون کے وقت میں دعا کی کہ اے خدائے قادر ہمیں اس بلا سے بچا اور ہمارے جسم میں وہ ایک تریاقی خاصیت پیدا کر دے جس سے ہم طاعون کی زہر سے بچ جائیں۔ تب وہ خاصیت خدا نے ہم میں پیدا کر دی اور فرمایا کہ میں طاعون کی موت سے تمہیں بچاؤنگا اور فرمایا کہ تیرے گھر کی چار دیواری کے لوگ جو تکبر نہیں کرتے یعنے خدا کی اطاعت سے سرکش نہیں اور پرہیزگار ہیں میں ان سب کو بچاؤنگا اور نیز میں قادیان کو طاعون کے سخت غلبہ اور عام ہلاکت سے محفوظ رکھونگا یعنی وہ سخت تباہی جو دوسرے دیہات کو فنا کر دیگی اس قدر قادیان میں تباہی نہیں ہوگی سو ہمنے دیکھا اور خدا تعالی کی ان تمام باتوں کو مشاہدہ کیا۔ پس ہمارا خدا یہی خدا ہے جو نئی نئی قوتیں اور گن اور خاصیتیں ذرات عالم میں پیدا کرتا ہے اس سے پہلے پانسو برس تک پنجاب میں

اس مہلک طاعون کا پتہ نہین ملتا اُسوقت یہ ذرات کہاں تھے۔ اب جب خدا نے پیدا کئے تو پیدا ہوگئے اور پھر ایسے وقت رخصت ہونگے جب خدا تعالی انکو رخصت کریگا ہمارا یہ طریق ہر ایک آریہ کے لئے ایک نشان ہوگا کہ ہمنے اُس کامل خدا سے خبر پاکر ٹیکا کے انسانی حیلہ سے دستکشی کی اور بہت سے لوگ ٹیکا کرانے والے اس جہان سے گذر گئے اور ہم ابتک خدا تعالی کے فضل سے زندہ موجود ہین۔ پس اسی طرح خدا تعالی ذرات پیدا کرتا ہے جس طرح اوسنے ہمارے لئے ہمارے جسم میں تریاقی ذرات پیدا کر دیئے۔ اور اسی طرح وہ خدا روح پیدا کرتا ہے جس طرح مجھہ مین اس نے وہ پاک روح پھونک دی جس سے مین زندہ ہو گیا۔ ہم صرف اس بات کے محتاج نہین کہ وہ روح پیدا کرکے ہمارے جسم کو زندہ کرے بلکہ خود ہماری روح بھی ایک اور روح کی محتاج ہے جس سے وہ مردہ روح زندہ ہو پس ان دونون روحون کو خدا ہی پیدا کرتا ہے جس نے اس راز کو نہین سمجھا وہ خدا کی قدرتون سے بے خبر اور خدا سے غافل ہے۔

اب ہمنے یہ دیکھنا ہے کہ خدا تعالی کے علم کے بارے مین آریہ سماجیون کا کیا عقیدہ ہے واضح ہو کہ عقل سلیم اس بات کی ضرورت سمجھتی ہے کہ خدا تعالی عالم الغیب ہو اور کوئی ایسا مخفی امر نہ ہو جسپر اس کا علم محیط نہ ہو۔ لیکن آریہ صاحبون کے عقیدہ سے یہی لازم آتا ہے کہ اُن کا پرمیشر ارواح اور ذرات کی مخفی در مخفی قوتون اور خاصیتون کا علم نہین رکھتا کیونکہ ابھی تک اسکو اسی قدر خبر ہے کہ جو کچھہ کسی انسان یا حیوان مین گن اور قوت اور خوبی ہے وہ گذشتہ اعمال کی وجہ سے ہے پس اگر اسکو یہ بھی معلوم ہوتا کہ علاوہ جسم دار جانداروں کے خود روحون مین بھی انواع اقسام کی قوتین اور گن اور خوبیان ہین جو کبھی اُن سے دور نہین ہوتین تو وہ انکے لئے بھی کوئی گذشتہ جنم تجویز کرتا اور ان کو انادی قرار نہ دیتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کسی چیز کے خواص اس سے منفک نہین ہوتے پس فرض کے طور پر اگر انسانی روح گدہے مین آجاتا ہے تو وہ اپنے طبعی خواص کو کسی طرح چھوڑ نہین سکتا گو اُس جون مین اُن خواص کو ظاہر کرے یا نکرے کیونکہ اگر کسی جون کے بدلنے سے اصلی خواص اور قوتین روح کی قطعاً

اُس سے دور ہو جائین تو پہر خود بقول آریہ صاحبان اعادہ اسکا محال ہوگا کیونکہ نیستی سے ہستی نہین ہوسکتی جو قوت درحقیقت روح مین سے معدوم ہو گئی اُسکا دوبارہ روح مین موجود ہوجانا درحقیقت نیست سے ہست ہو جانا ہے اور اگر تناسخ کے چکر مین اگر روح کی قوتین معدوم نہین ہوتین تو تناسخ کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا پس جبکہ پرمیشر نے ان غیر منفک قوتون کو تناسخ کے چکر سے باہر رکہا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکو ان مخفی قوتون اور خوبیون کی خبر ہی نہین اور نہ یہ معلوم کہ کن عملون کے پاداش مین یہ قوتین اور یہ گن اور خوبیان روحون کو ملی ہین۔ علاوہ اسکے اگر پرمیشر کو اس بات کا کامل علم ہے کہ روح کیا چیز ہے اور اسکے خواص اور قوتین کیا ہین تو پہر کیون وہ اسکے بنانے پر قادر نہین۔ یہ تو آریہ صاحبون کے نزدیک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ارواح اپنی شمار مین محدود ہین اور محدود وقت تک اپنا دورا پورا کرتی ہین پس محدود اور معلوم کے بنانے پر کیون خدا قادر نہین اور کس نے ان روحون کو شمار مقررہ تک محدود کر دیا ہے اگر خدا ان کا محدد نہین۔ اگر وہ روحین خدا کی بنائی ہوئی نہین تو اُنکی نسبت خدا کا علم ایسا کیونکر کامل ہوسکتا ہے جیسا کہ بنانے والیکا علم ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ بنانیوالے اور غیر بنانے والے کا علم برابر نہین ہوتا۔ مثلاً جو لوگ اپنے ہاتہہ سے کوئی صنعت بناتے ہین جیسے وہ لوگ اُس صنعت کی دقیق در دقیق کیفیتون پر واقف ہوتے ہین دوسرے لوگ ایسی اطلاع نہین رکہتے اور اگر کامل طور پر اطلاع رکہتے تو بنا بہی سکتے یہ بات مسلم اور مقبول ہے کہ جو بنانے والے کو ایک قسم کا علم ہوتا ہے وہ دوسرے شخص کو نہین ہوسکتا اگرچہ وہ خیال بہی کرے کہ مین علم رکہتا ہون تب بہی اسکا وہ خیال غلط ہے اور دراصل ایک قسم کی ناواقفی کا پردہ اُسپر ضرور رہتا ہے مثلاً ہم ہر روز دیکہتے ہین کہ روٹی اس طرح پکاتے ہین اور ہمارے روبرو وہ روٹی بنائی جاتی ہے اور عمدہ اور لطیف پہلکے اور نان اور کلچے تیار ہوتے ہین لیکن اگر ہم کبہی اپنے ہاتہہ سے یہ کام کرنا چاہین تو اول غالباً یہی ہوگا کہ ہم گوندہنے کے وقت آٹے کو ہی خراب کرینگے اور وہ نپلا ہوکر روٹی پکانے کے لایق ہی نہین رہیگا یا گاڑہا اور سخت ہوکر اس کام کے ناقابل ہوگا اور یا اُسمین آٹے کی گلٹیان پڑ جائینگی۔ اور اگر ہمنے مطلب کے موافق آٹا گوندہ

بھی لیا تو پھر روٹی ہم سے ہرگز درست نہین آئیگی غالباً یچ ہین اسکے ایک ٹکی رہیگی اور گرد اسکے بڑے بڑے کان نکل آئین گے اور کسی جگہ سے پتلی اور کسی جگہ سے موٹی اور کسی جگہ سے کچی اور کسی جگہ سے سڑی ہوئی ہو گی پس کیا سبب ہے کہ باوجود ہر روزہ مشاہدہ کے ہم صاف روٹی پکا نہین سکین گے اور باوجودیکہ وقت بہت خرچ کرینگے لیکن کام بگاڑ دینگے اسکا یہی سبب ہے کہ ہماری پاس وہ علم نہین کہ جو اس شخص کو علم ہے جو بیس برس سے ہر قسم کی روٹیان اپنے ہاتھ سے پکا رہا ہے۔

اسی طرح دیکھو کہ تجربہ کار ڈاکٹر کیسے کیسے نازک اپریشن کرتے ہین یہان تک کہ گردہ ہین سے پتھریان نکال لیتے ہین اور بعض ڈاکٹرون نے انسان کے سر کے بیکار اور زخم رسیدہ کھوپری کو کاٹ کر اسی قدر حصہ کسی اور جانور کی کھوپڑی کا اس سے پیوست کر دیا ہے اور دیکھو وہ کیسی عمدگی سے بعض نازک اعضا کو چیرتے ہین یہان تک کہ انتڑیون مین جو بعض پھوڑی پیدا ہوتے ہین نہائت صفائی سے ان پر بھی عمل جراحی کرتے ہین۔ اور نزول الماء کے موتی کو کیسی صفائی سے کاٹتے ہین اب اگر یہی عمل ایک دہقان بغیر تجربہ اور علم کے کرنے لگے تو اگر آنکھون پر کوئی نشتر چلا وے تو دونون ڈیلے نکال دیگا اور اگر پیٹ پر چلا وے تو وہین بعض اعضاء کو کاٹ کر زندگی کا خاتمہ کر دے گا۔ اب ظاہر ہے کہ اس دہقان اور ڈاکٹر مین فرق صرف علم کا ہے کیونکہ ڈاکٹر کو کثرت تجربہ اور عملی مزاولت سے ایک قسم کا علم حاصل ہو گیا ہے جو اس دہقان کو حاصل نہین۔ دیکھو ہمیشہ شفاخانون مین بیمارون کے لیئے خدمت کرنے والے اور سقے وغیرہ موجود ہوتے ہین اور وہ ہمیشہ دیکھتے ہین کہ ڈاکٹر کس کس قسم کے اپریشن کرتا ہے لیکن اگر وہ آپ کرنے لگین تو بیشک کسی انسان کا خون کر دینگے پس ہمین کچھ شک نہین کہ عملی مزاولت مین ایک خاص علم ہو جاتا ہے کہ دوسرے کو نہین ہو سکتا اسی طرح آریہ صاحبون کو اس بات کا اقرار کرنا پڑے گا کہ اگر ان کا پرمیشر روحون اور ذرات عالم کا خالق ہوتا تو اُسکا علم موجودہ حالت سے بہت زیادہ ہوتا۔ اسی اقرار سے یہ بھی انکو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ان کے پرمیشر کا علم ناقص ہے کیونکہ بنانے والا اور نہ بنانے والا حقیقت شناسی مین برابر نہین ہو سکتے اور خود جب مان لیا جائے کہ پرمیشر نے نہ روحون

کو بنایا نہ انکی قوتون کو اور نہ انکی خاصیتون کو اور نہ پرمانو یعنے ذرات اجسام کو بنایا اور نہ انکی قوتون اور خاصیتون اور گنون کو تو اسپر کیا دلیل ہے کہ ایسے پرمیشر کو اُن قوتون اور خاصیتون اور گنون کا علم بھی ہے یہ کہنا کافی نہین ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کو علم ہے کیونکہ محض عقیدہ پیش کرنا کوئی دلیل نہین ہے اور بفرض محال اگرکسی قدر علم مان بھی لین تو وہ علم اس علم کے برابر کب ہو سکتا ہے کہ اس حالت مین ہوتا کہ جبکہ پرمیشر نے روحون اور ذرات عالم اور انکی قوتون اور خاصیتون کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہوتا کیونکہ تمام عقلمندون کی یہ مانی ہوئی بات ہے کہ بنانے والے اور نہ بنانے والے کا علم برابر نہین ہوتا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر چکے ہین لیکن قرآن شریف ہمین سکھلاتا ہے کہ وہ روحون اور ذرات عالم کی تمام اندرونی کیفیتین اور قوتین اور خاصیتین جانتا ہے اور قرآن شریف مین خدا فرماتا ہے کہ مین اس لئے اندرونی حالات ارواح اور ذرات کے جانتا ہون کہ مین اُن سب چیزون کا بنانیوالا ہون لیکن وید کا پرمیشر کوئی دلیل نہین دیتا کہ بلا تعلق اور بلا واسطہ کیون اور کس وجہ سے ارواح کی پوشیدہ قوتون اور گنون اور خواص کا اُسکو علم ہے اور ایسا ہی کیون اور کس طرح ذرات اجسام کے نہان در نہان خواص اور طاقتون اور گنون پر اسکو اطلاع ہے ۔

پھر ماسوا اسکے ہم خدا تعالی کے علم کا اسکی تازہ بتازہ وحی سے ہمیشہ مشاہدہ کرتے ہین اور ہم روز دیکھتے ہین کہ درحقیقت خدا تعالی غیب دان ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ہم اسکی قدرت کا بھی مشاہدہ کرتے ہین مگر آریہ صاحبون پر یہ دروازہ بھی بند ہے اسلئے ان کے لئے اس بات پر یقین کرنیکے لئے کوئی راہ کھلی نہین کہ اُن کا پرمیشر غیب دان ہے یا قادر مطلق ہے اور نہ وید انکو اس درجہ کے حاصل کرنیکی کوئی بشارت دیتا ہے

ایسا ہی آریہ صاحبان خود اقراری ہین کہ ان کے پرمیشر کیلئے اپنے فیض الوہیت مین کمال تام حاصل نہین کیونکہ وہ ہمیشہ ناقص طور پر لوگون کو مکتی خانہ میں داخل کرتا ہے اور پھر کچھ مدت کے بعد ناکردہ گناہ مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے تا سلسلہ تناسخ مین کچھ فرق نہ آوے اسلئے اسکی سزا اور رحمت کا قاعدہ بھی خود غرضی کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ

وہ جانتا ہے کہ اگر میں رحمت تامہ سے کام لوں اور سب کو ہمیشہ کیلئے نجات دیدوں تو سلسلہ تناسخ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیگا تو پھر بعد میں بیکار بیٹھنا پڑے گا کیونکہ جس حالت میں روحیں محدود ہیں یعنے ان کے شمار کی ایک مقدار تک حد مقرر ہے تو اس صورت میں اگر ایک بھگت کو جو عبادت میں اپنی تمام عمر بسر کرتا ہے نجات ابدی دی جائے تو ظاہر ہے کہ جو روح نجات پا گئی وہ ہاتھ سے گئی اور تناسخ کے چکر سے آزاد ہوئی پس بالضرورت ایک دن ایسا آجائیگا کہ سب روحیں ہمیشہ کے لئے نجات پا جائینگی اور یہ تو خود مانا ہوا مسئلہ ہے کہ پرمیشر روح پیدا کرنے پر قادر نہیں - پس اس صورت میں بجز اسکے کیا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن تمام روحوں کے واہی کتی پانی کے بعد پرمیشر گری کا تمام سلسلہ معطل پڑ جائے اور تناسخ کے لئے ایک روح بھی اسکے ہاتھ میں نہ رہے پس اس تمام تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان کا پرمیشر جیسا کہ روحوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ایسا ہی وہ روحوں کو نجات ابدی دینے پر بھی قادر نہیں کیونکہ اگر وہ روحوں کو نجات ابدی دیدے تو اسکا تمام سلسلہ ٹوٹتا ہے اسلئے اپنی تمام عملداری کے محفوظ رکھنے کے لئے بخل کی عادت کو اس نے لازم پکڑ لیا ہے اور اپنے رہنماؤ پرستاروں کے ساتھ بخیلوں کی طرح کارروائی کرتا ہے اور بار بار عزت کے بعد انکو ذلت دیتا ہے اور تناسخ کے چکر میں ڈالکر مکروہ در مکروہ جونوں میں اُن کو ڈالتا ہے محض اسلئے کہ تا اُسکی عملداری میں فرق نہ آوے - اس بات کا آریہ صاحبوں کو خود اقرار ہے کہ اس نے بارہا دنیا کے کل انسانوں کو نجات دیدی ہے مگر پھر کچھ مدت کے بعد اُس نجات خانہ سے باہر نکال کر طرح طرح کی جونوں میں اُنکو ڈالدیا ہے اب آریہ صاحبان ناراض نہ ہوں ہم ادب سے عرض کرتے ہیں اور جہاں تک ہمیں نرم الفاظ مل سکتے ہیں ان میں ہماری یہ گذارش ہے کہ اس عقیدہ پر ایک سخت اعتراض ہوتا ہے اور ہم امید نہیں کرتے کہ اس اعتراض کا کوئی آریہ صاحب صفائی سے جواب دے سکے اور اگر جواب دیں تو ہم خوشی سے سنیں گے اور اعتراض یہ ہے کہ جبکہ خود غرضی کی ضرورت کی وجہ سے پرمیشر کی یہ عادت ہے کہ وہ مکتی خانہ میں ہمیشہ لوگوں کو رہنے نہیں دیتا اور پھر طرح کی

جونون مین ڈالتا ہے تو ان مختلف جونون سے ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی یعنے جو لوگ پرمیشر کے سچے بہگت ہو کر نجات پاچکے ہین اب مکتی خانہ سے باہر نکالنے کے وقت کسی کو مرد بنانا اور کسی کو عورت اور کسی کو گائی اور کسی کو بیل اور کسی کو کتا اور کسی کو سور اور کسی کو بندر اور کسی کو بہیڑیا اسمین خلاف عدالت طریق معلوم ہوتا ہے خصوصًا جس حالت مین ہر یک مکتی پانے والا سخت امتحان کے بعد مکتی پاتا ہے اور کروڑہا برس تناسخ کے چکر مین پکر پہر کہین اس مراد تک پہنچتا ہے تو کم سے کم اسکے لئے یہ رعائت تو ہونی چاہئے تہی کہ وہ انسان بنایا جاتا۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ اپنا پیارا بنا کر اور اپنے قرب سے شرف بخش کر پہر آخر کار اُسکو کتا یا سور بنا کر مکتی خانہ سے باہر نکال دیا گیا اور اسکے ساتہہ کے اشخاص کو کتا نہ بنایا بلکہ انسان بنایا حالانکہ مکتی پانے کے شرائط سب نے برابر پورے کرلئے تہے پرمیشر کا کسی پر احسان نہ تہا پہر کیا وجہ کہ مکتی خانہ سے نکال کر کسی کو انسان اور کسی کو کتا بنایا گیا۔ اس صورت مین نہ سزا عدل کے طور پر ہوئی اور نہ رحمت۔

ایک اور بات ہے جو ہمین سمجہہ نہین آتی کیا کوئی شریف آریہ صاحب ہین جو اسکو سمجہہ سکتے ہین اور وہ یہ ہے کہ بموجب اس قاعدہ کے جو مکتی یا بون کو ایک مدت کے بعد پہر تناسخ کے چکر مین ڈالا جاتا ہے اور طرح طرح کے جونون کی ذلت انکو دیکہنی پڑتی ہے لازم آتا ہے کہ آریہ صاحبون کا کوئی مقدس بزرگ اس ذلت سے باہر نہ ہو گو ہماری یہ رائے نہین ہے کہ ہم کسی قوم کے بزرگون کو ذلت کے داغ کی طرف منسوب کرین بلکہ ہماری یہ رائے ہے کہ جس شخص کو خدائے کریم اپنے فضل عظیم سے اپنی معرفت اور محبت اور اپنے پاک تعلق سے حصہ کامل بخشتا ہے اور اپنے عزت والے گروہ مین داخل کرتا ہے پہر اسکو کبہی ذلیل نہین کرتا اور ممکن نہین کہ وہ خدا تعالی کے قرب کا اتنا بڑا درجہ پا کر پہر کتا یا بلا یا سور یا بندر بنایا جاوے مگر آریہ صاحبون کا یہ قاعدہ چاہتا ہے کہ ضرور مقدس لوگ ان جونون مین آتے ہین خواہ وہ اوتار کہلاوین یا رشی یا منی کے درجہ تک پہونچین ہم باادب دریافت کرتے ہین کہ کیا وید کے رشی جن پر چارون وید نازل ہوئے تہے اور

راجہ رامچندر اور راجہ کرشن وغیرہ اوتار اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں یا نہین اور اگر مستثنےٰ ہین تو کیا وجہ اور اگر نہین تو ان کو عزت سے یاد کرنا کیا معنے رکھتا ہے کیا عقل سلیم اِس بات کو چاہتی ہے کہ ایک کتاب کو تو عزت دی جائے اور اُسکو آسمانی کتاب سمجہا جائے مگر جس پر وہ کتاب نازل ہوئی تہی اسکی نسبت یہ اعتقاد رکہا جاے کہ وہ رذیل سے رذیل جونون مین چکر کہاتا پہرتا ہے۔ غرض جو لوگ خدا تعالیٰ کے جناب مین ایک مرتبہ عزت پا گئے پہران کو تناسخ کے چکر مین ڈالنا اور کتے۔ بلے۔ سور بنانا۔ یہ اُس قدوس خدا کا فعل نہین ہے جو پاک بنا کر پہر پلید بنانا نہین چاہتا۔ ورنہ اس صورت مین آریہ سماجیون کا کوئی بزرگ بہی یقینی طور پر قابل تعریف نہین ٹہرتا کیونکہ کیا معلوم کہ اب وہ کس جون مین ہے۔ غرض اس عقیدہ کے رو سے آریہ صاحبون کا پرمیشر نہ صرف بخیلی کی صفت مذمومہ سے موسوم ہوتا ہے بلکہ سخت دل اور ظالم اور کینہ ور بہی ٹہرتا ہے کہ جن لوگون نے اسکے ساتہہ سچے دل سے محبت کی اور اسکی راہ مین فدا ہوئے اور اسکو ہمیشہ کے لئے اختیار کیا وہ انکو بہی مکتی خانہ سے نکال کر اُسی وقت یا کچہہ دن بعد بندر اور سور بنا دیتا ہے ایسے پرمیشر سے کونسی نیکی کی امید ہوسکتی ہے چاہئے کہ آریہ صاحبان اس مضمون کو غور سے مطالعہ کرین اور محض جوش اور غضب سے جواب نہ دین بلکہ اول بات کو سمجہہ لین پہر کوئی کلمہ موُنہہ پر لاوین۔

آریہ سماجیون کا یہ دعویٰ ہے کہ وید مین عناصر پرستی اور ستارہ پرستی کی تعلیم نہین ہے اور اسمین محض خدائے واحد لاشریک کی پرستش کی تعلیم ہے لیکن ان کے مقابل پر قدیم مذہب سناتن دہرم کا ہے جو تمام آریہ ورت مین پہیلا ہوا ہے جسکی کروڑہا باشندے اس ملک مین موجود ہین اور صدہا پنڈت جابجا پائے جاتے ہین ان کا یہ بیان ہے کہ ضرور عناصر پرستی کی تعلیمین وید مین پائی جاتی ہین اور بلاشبہ وید یہی ہدایت کرتا ہے کہ تم اگ کی پرستش کرو ہوا کی پرستش کرو پانی کی پرستش کرو زمین کی پرستش کرو سورج کی پرستش کرو

چاند کی پرستش کرو۔ اور اسی وجہ سے آریہ ورت مین قدیم سے ان چیزون کے پرستار پائے جاتے ہین چنانچہ گنگا کی پرستش کرنے والے اور کانگڑہ مین جوالا مکہی کی آگ کے پرستش کرنے والے اور سورج کے آگے ہاتہہ جوڑنے والے اب تک جابجا ان پرستشون مین مشغول ہین۔ اور یہہ سب لوگ وید کی پابندی کا دعوے کرتے ہین۔ اور قطع نظر اس کے جب کہ ہم خود بہی ایمان اور انصاف کے رو سے ان ویدون مین غور کرتے ہین جو اردو اور انگریزی مین ترجمہ ہوکر شائع کئے گئے ہین تو صدہا شرتیون پر نظر ڈال کر ضرور ہمین ماننا پڑتا ہے کہ بلاشبہ ان ویدون مین آگ اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ سے دعائین مانگی گئی ہین اور مرادون کے پانیکے لئے ان سے مدد طلب کی گئی ہے چنانچہ ہم چند شرتیان **رگ وید** کی اس جگہ محض نمونہ کے طور پر لکہتے ہین اور یہہ حصہ وید کا ترجمہ ہوکر سنسکرت پستک سے دوبارہ مقابلہ کیا گیا ہے اور پنڈتون کی شہادتون کے ساتہہ اسکی صحت کی اطمینان دلائی گئی ہے اور یونیورسٹی مین پڑہانے کے لئے قبول کیا گیا ہے اور وہ شرتیان یہہ ہین :۔

"مین اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤن کو نذرین پہنچانے والا اور بڑے ثروت والا ہے مہما کرتا ہون۔ ایسا ہو کہ اگنی جسکا مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہین دیوتاؤن کو اس طرف متوجہ کرے۔ اے اگنی جو کہ دو لکڑیون کے رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے اس پاک کٹے ہوئے کشا پر دیوتاؤن کو لا تو ہماری جانب سے ان کا بلانے والا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے اگنی آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤن کو ان کے کہانے کے واسطے پیش کر۔ اے اگنی۔ وایو۔ سورج وغیرہ دیوتاؤن کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب اگنی تو منجملہ اور دیوتاؤن کے ایک ہوشیار دیوتا ہے جو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمین اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتون کا تو ہی بخشنے والا ہے۔ اے اگنی سرخ گہوڑون کے سوامی ہماری استت سے پرسن ہو

تنتیس دیوتاؤن کو یہان لا۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے لوگ اپنے گہرون مین سنجہے محفوظ جگہ مین روشن کرتے ہین۔ اے عاقل اگنی تو بنا پت ہے یعنی اپنے جسم کا آپ جلانے والا ہے آج ہماری خوش ذایقہ قربانی دیوتاؤن کو اُن کے کہانے کے لئے پیش کر۔ اے اِندر اے وایو یہ ارگ تمہارے واسطے چہڑکا گیا ہے ہمارے واسطے کہانا نیکر اوہر آؤ۔ اے اِندر کوسیکا رشی کے پوترلہ جلد آ اور مجہہ رشی کو مالدار کردے اے سورج اور چاند ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو۔ تم بہت آدمیون کے فایدے کے لئے پیدا ہوئے ہو بہتون کو تمہارا ہی آسرا ہے [غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف اِس شرتی مین اقرار ہے کہ سورج اور چاند دونون مخلوق اور پیدا شدہ ہین اور پہران سے مرادین بہی مانگی گئی ہین] سورج کے نکلنے پر ستارے اور رات چورون کی طرح بہاگ جاتے ہین۔ ہم سورج کے پاس جاتے ہین جو دیوتاؤن کے بیچ نہایت عمدہ دیوتا ہے۔ اے چاند ہمین تہمت سی بچا گناہ سے محفوظ رکہہ ہمارے توکل سے خوش ہوکر ہمارا دوست ہوجا ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو۔ اے چاند تو دولت کو بخشنے والا ہے اور مشکلون سے نجات دینے والا ہمارے مکان پر دلیر بہادرون کے ہمراہ آ۔ اے چاند اور اگنی تم مرتبہ مین برابر ہو ہماری تعریفون کو آپس مین بانٹ لو۔ کہ تم ہمیشہ دیوتاؤن کے سردار رہے ہو۔ مین جل دیوتا کو جسمین ہمارے مویشی پانی پیتے ہین بلاتا ہون۔ اے دہرتی دیوتا ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہوجاے تجہہ پر کانٹے نہ رہین اور تو ہمارے رہنی کی جگہ ہوجائے اور ہمین بڑی خوشی دے۔

ل۱ تمام پرانون کے شجرہ مین لکہا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا وشوامتر تہا اور سیانا وید کا بہاشیکار اسکی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کوسیکا کا کیونکر پوتر ہوگیا یہ قصہ بیان کرتا ہے جو کہ وید کے تتمہ انوکرامنیکا مین درج ہے کہ کوسیکا اِشرا تہا کے پوتر نے یہ دل مین خواہش کرکے کہ اندر کی توجہ سے میرا بیٹا ہو تپ جپ اختیار کیا تہا جس تپ کے جلد مین خود اندر نے ہی اوس کے گہر جنم لیلیا اور آپ ہی اسکا بیٹا بن گیا۔ منہ

یہ چند شرتیاں ہین جو ہمنے رگوید سے بطور نمونہ کے لکھی ہین جس کا جی چاہے اصل سنسکرت پستک سے مقابلہ کرے - اس قسم کی شرتیان جو صدہا وید مین پائی جاتی ہین سناتن دہرم والے ہزارہا پنڈت جو آریہ ورت مین موجود ہین ان کے یہی معنے کرتے ہین کہ ان سے عناصر پرستی ثابت ہوتی ہے اسی وجہ سے آریہ قوم مین آگ کی پوجا کرنے والے اور ایسا ہی پانی کی پوجا کرنے والے اور سورج چاند کے پوجاری بہی پائے جاتے ہین اور ان معنون پر صرف انہین کی گواہی نہین بلکہ یوروپ کے صدہا محقق بہی جنہون نے بڑی محنت سے سنسکرت مین چارون وید پڑہے ہین آجتک گواہی دیتے آئے ہین -

اب غور کا مقام ہے کہ ان سب کے مقابل پر صرف ایک پنڈت دیانند جس کو کوئی وحی الہام نہین ہوتا تہا دعوے کرتا ہے کہ یہ سب پرمیشر کے نام ہین اور پہر وہ اس دعوے کو بہی اخیر تک نباہ نہین سکا بلکہ بعض مقام مین جہان کسی طرح اسکی تاویل پیش نہین گئی آپ قبول کرلیا ہے کہ اس جگہ آگ سے آگ ہی مراد ہے یا جل سے جل ہی مراد ہے اصل انصاف کی یہ بات ہے کہ پنڈت دیانند وید کی تاویل نہین کرتا تہا بلکہ ایک دوسرا وید بنانا چاہتا تہا آخر تاویل کی بہی ایک حد ہوتی ہے ظاہر ہے کہ وہ خدا کے آسمانی بندون مین سے تو نہین تہا جو خدا سے الہام پاتے ہین اور نہ اُسکو خدا کا مکالمہ نصیب تہا اور نہ اُسکی تائید مین کوئی آسمانی نشان ظاہر ہوتے بلکہ وہ بلا امتیاز صدہا ہندو پنڈتون مین سے ایک پنڈت تہا پہر خواہ نخواہ بے دلیل اسکی بات کو ماننا انصاف سے بعید ہے جبکہ ہزارہا پنڈت ایکطرف ہین اور ایک طرف صرف وہ اور خدا کی طرف سے کوئی امتیازی نشان اسکے ساتہہ نہین اور بجز تاویلون کے اور کوئی کام اس نے نہین کیا تو کیون بغیر تحقیق کے خواہ نخواہ اُسکی بات مان لی جاے یہ صرف مسلمانون کا الزام نہین کہ ویدون مین مخلوق پرستی کی تعلیم ہے بلکہ سناتن دہرم والے قدیم ہندو جن کے مذہب کے کروڑہا لوگ اس ملک مین پائے جاتے ہین وہ بہی اس بات کے ہمیشہ قایل چلے آتے ہین کہ وید مین مخلوق پرستی کی تعلیم ہے - مین ہرگز

سمجھ نہین سکتا کہ اگر وید مین مخلوق پرستی کی تعلیم نہ ہوتی تو پھر کیون یہ ہزارہا پنڈت ایک دفعہ اندھے ہوجاتے اور خلاف واقعہ وید پر تہمتین لگاتے۔ عناصر پرستی کی شرتیان صرف ایک دو نہین بلکہ تمام رگوید ان سے بھرا پڑا ہے اب کہان تک انسان تاویل کرتا جاوے اگر دو شرتیان ہوتین یا دس ہوتین یا بیس ہوتین یا پچاس ہوتین تو کوئی شخص تکلف سے محنت اٹھا کر تاویل ہی کرتا مگر وید مین تو صدہا شرتیان اسی قسم کی پائی جاتی ہین ان کی کہان تک تاویل ہو سکے تعصب امر الگ ہے اور گرفتار تعصب جو چاہے کہے لیکن انصاف کے ساتھ اگر سوچا جائے تو کوئی صورت تاویل کی معلوم نہین ہوتی۔

آریہ سماجیون کے دل مین خواہ نخواہ یہ وہم پیدا ہوگیا ہے کہ جو کچھ پنڈت دیانند نے سمجھا ہے وہ دوسرے ہزارہا پنڈتون نے نہین سمجھا لیکن یہ خیال بالکل بیہودہ ہے وید سامنے موجود ہے اور وہ تین فرقون کے ہاتھ مین ہے۔ ایک سناتن دہرم والے دوسرے برہم سماج والے تیسرے وید کے ترجمے جو اردو اور انگریزی مین ہو چکے ہین اس صورت مین کوئی قبول کرسکتا ہے کہ اس راے کے ظاہر کرنے مین کہ ویدون مین مخلوق پرستی ہے ان تمام لوگون کی عقل ماری گئی اور صرف پنڈت دیانند صاحب اس دہوکہ سے بچ گئے۔ ہان میرے خیال مین ایک بات آتی ہے اگر اس امر کو آریہ سماجی لوگ ثابت کرسکین تو پھر پنڈت دیانند کی تاویل صحیح ہوسکتی ہے اور وہ یہ کہ جس قدر شد و مد سے ویدون مین مخلوق پرستی کی تعلیم ہے جیسا کہ ابھی ہمنے چند شرتیان نمونہ کے طور پر لکھی ہین اسکے مقابلہ پر ویدون مین سے بکثرت ایسی صاف صاف شرتیان پیش کردی جائین جنمین یہ بیان ہو کہ تم تو آگ کی پرستش کرو اور نہ ہوا کی اور نہ پانی کی اور نہ سورج کی اور نہ چاند کی اور نہ کسی اور چیز کی بلکہ محض پرمیشر کی ہی پرستش کرو مگر چاہیے کہ ایسی شرتیان کم سے کم پچاس یا ساٹھ ہون کیونکہ جس حالت مین عناصر پرستی اور شمس و قمر کی پوجا کے بارے مین صدہا شرتیان وید مین پائی جاتی ہین تو ان کے رد مین صرف دو چار شرتیان کافی نہین ہوسکتین کیونکہ وہم گذرتا ہے کہ

کسی نے وید کی پردہ پوشی کیلئے پیچھے سے ملادی ہونگی اسی فیصلہ کے لئے ہمنے یہ گذارش کیا ہے اگر ایسی شرتیاں جو مخلوق پرستی کے وہم کو رد کرتی ہوں بہت ہی تہوڑی ہوں تب بہی کم سے کم پچاس یا ساٹھہ ہونی چاہئیں تا کسی وہم کی گنجائش نہ رہے اور اگر مشرکانہ تعلیم کی کثرت کے مقابل ایسی شرتیوں کی کثرت ثابت نہ ہو تو اگر ایک پنڈت دیانند نہیں کروڑہا پنڈت دیانند ہوں پہر ہرگز ان شرتیوں کی تاویل مین ایمانداری سے جواب نہیں دیسکتے کیونکہ ظاہر ہے کہ وید کی ان تعلیموں سے کروڑہا مخلوقات گمراہ ہوچکی ہے اور بیبیوں مخلوق پرستی کے مذہب آریہ قوم مین پہیلے ہوئے ہین۔ پس اگر فرض کے طور پر پنڈت دیانند کی طرح کسی اور وید کے بہاشی کارنے بہی ان شرتیوں کی وہی تاویل کی ہو جو دیانند نے کی ہے تو وہ بہی ہرگز پذیرائی کے لایق نہیں ہوگی کیونکہ ایسی تاویل کرنے والے کو وحی اور الہام کا دعویٰ نہین ممکن ہے کہ کسی شخص نے جبکہ مشرکانہ تعلیم بُری معلوم ہوئی ہو وید کی ان شرتیوں پر اپنی تاویل سے پردہ ڈالنا چاہا ہو تو جبکہ اسکے مقابل دوسرے بہاشی کاروں نے قبول کیا ہے کہ ضرور اسمین مشرکانہ تعلیم ہے تو دو مختلف رائیوں کے ساتھہ فیصلہ کیونکر ہو اور ایسے بے اصل خیالات سے گو وہ قدیم ہوں یا جدید قطعی طور پر ہرگز یہہ رائے قائم نہین ہوسکتی کہ وید اس داغ سے مبرا ہے کیونکہ ہم دوسرے بہاشیکاروں کی شہادت کو کہاں چہپائیں اور جس طور کے معنی کروڑہا لوگ ابتدا سے سمجہتے چلے آئے ہین ان معنوں سے بلاوجہ کیونکر اعراض کیا جائے یہ وید کا خود اپنا فرض تہا کہ جس حالت مین اُسنے ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے قوم شرک کی نجاست سے آلودہ ہوگئی تو وہ دہو کہ دور کرنیکے لئے آپ ہی پچاس یا ساٹھہ یا سو مرتبہ تاکید کے طور پر بار بار کہدیتا کہ تمنے سورج چاند آگ پانی وغیرہ کی پرستش ہرگز نہ کرنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔

ایک اور امر ہے جو قرآن شریف کی تعلیم سے ہمین معلوم ہوا ہے اور ہم تکمیل بحث کے لئے اُسکا ذکر بہی اس جگہ مناسب سمجہتے ہین اور ہمین خیال گذرتا ہے کہ شاید رگوید کی شرتیوں کا بہی یہی منشا ہو اور پہر ایک زمانہ کے گذرنیکے بعد وہ منشا سطحی نظروں سے چہپ گیا اور

ساتھ ہی اسکے یہہ بہی ممکن ہے کہ ابتداء زمانہ مین ایسی شرتیان ویدمین بہت ہون جنکا
مضمون یہ ہو کہ آگ اور پانی اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ کی پرستش نہین کرنی چاہئیے۔
پہر بعد مین جبکہ آریہ ورت مین ایسے فرقے بہت پیدا ہوگئے جو وید کے ظاہری الفاظ کو دیکھکر
عناصر پرست اور آفتاب پرست وغیرہ بنگئے تو رفتہ رفتہ اونہون نے وہ شرتیان ویدمین
سے نکال دین کیونکہ طبعًا انسان مین یہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی عقل اور فہم کے حد تک دو
مخالف مضمون کو ایک کتاب مین دیکہتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح ان دونون کو
مطابق کرے اور جب مطابق نہین کرسکتا تو پہر اس کوشش مین لگ جاتا ہے کہ کسی طرح
اس حصہ کو نکال دے کہ جو اُسکے مسلم حصہ کے مخالف ہے جیسا کہ عیسائی صاحبان بہی ونرت
یہی کوشش کر رہے ہین اور انجیل کے وہ حصے جنمین صریح گواہی دیگئی ہے کہ یسوع ابن مریم انسان
تہا وہ ان پر بہت ناگوار گذر رہے ہین اگر انکے مشورہ سے انجیلین لکہی جاتین تو بہت سے مقامات
انجیل کے نکال دینے کے لایق تہے اور حتی المقدور اب بہی یہ کارروائی مختلف ترجمون کے
ذریعہ سے کی جاتی ہے اسی طرح اس تقریر کے لحاظ سے جو ہم ذیل مین لکہتے ہین جسکو ہمنے نہ اپنی
طرف سے بلکہ قرآن شریف کی استنباط سے لکہا ہے ممکن معلوم ہوتا ہے کہ وید بہی کسی زمانہ مین خدا کی
وحی ہو اور خدا کی طرف سے یہ کتاب ہو اور پہر ایک مدت کے بعد اُسکے اصلی معنون کے سمجہنے
مین لوگون نے غلطی کہائی اور اس وجہ سے آریہ ورت مین آریہ قوم مین یہ فرقے پیدا ہوگئے
کہ کوئی سورج کی پوجا کرتا ہے اور کوئی آگ کا پوجاری اور کوئی گنگا سے مرادین مانگتا ہے اور
جب ان فرقون نے دیکہا کہ وید کی صدہا دوسری شرتیان مخلوق پرستی کے مخالف ہین تب
اونہون نے رفتہ رفتہ اُن تمام شرتیون کو وید مین سے باہر نکال دیا اور صرف وہی شرتیان
وید مین رہنے دین جو مشرکانہ تعلیم کے رنگ مین تہین۔ اگر یہہ امر ثابت ہو جائے کہ درحقیقت
ایسی صدہا شرتیان وید مین سے نکال دی گئی ہین تو کم سے کم ایک خداترس کو تقوی کے
لحاظ سے وید کے بارے مین جلدی سے تکذیب کرنا منع ہوگا اور وید کی تکذیب کیلئے صرف

اس قدر کافی نہین ہوگا کہ اسمین آگ وغیرہ کی پرستش و استت وہما موجود ہے کیونکہ قرآن شریف کی بعض آیات جیساکہ ہم آگے چلکر بیان کرینگے وید کے اس طرز کو توحید مین داخل کرتے ہین اور گو عناصر پرستی کے متعلق بعض شرتیان وید مین اس قسم کی ہین کہ اُنکی تاویل کرنا بہت مشکل ہے مگر اسمین کچھہ شک نہین کہ اُس طور پر جو قرآن شریف مین اشارات مذکور ہین بعض شرتیون کی تاویل بہی ہوسکتی ہے چنانچہ ہم اس قاعدہ کو ذیل مین لکھین گے۔ اور اسکے ساتھہ ہم یہ بہی اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہین کہ گو وید اپنی موجودہ حالت مین ایک دہوکا دینے والی کتاب ہے جو شرک کی تعلیم جابجا اسمین دکہائی دیتی ہے اور کروڑہا لوگون پر اُس کا یہ بد اثر پایا جاتا ہی کہ وہ آتش پرستی وغیرہ مشرکانہ طریقون مین سرگرم ہین بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ جو ستارہ پرستی اور آتش پرستی پارسیون مین موجود ہے وہ بہی وید سے ہی اونہین پہنچی ہے اور تعجب نہین کہ رومیون اور یونانیون مین بہی یہ مشرکانہ تعلیمین وید کے ذریعہ سے ہی رواج پائی ہون کیونکہ آریہ قوم کا خیال ہے کہ وید قدیم ہے لہذا ہر ایک جہوٹی اور مشرکانہ تعلیم کا سرچشمہ ایسی کتاب کو ہی ماننا پڑے گا جو سب سے پُرانی کہلاتی ہے پس وہ نمونہ جو وید کی تعلیم نے دکہلایا ہے وہ ان کروڑہا لوگون کے عقیدون سے ظاہر ہے جو وید کی پابندی کا دعوی رکہتے ہین ۔ اور موجودہ حالت مین وید مین کوئی نور توحید نظر نہین آتا۔ ہر ایک صفحہ پر مشرکانہ تعلیم کے الفاظ نظر آتے ہین اور بے اختیار دل مین گذرتا ہے کہ یہ چار کا عدد ہی شرک سے کچھہ مناسبت رکہتا ہے انجیلین چار ہین انہون نے ایک مصنوعی خدا پیش کیا اور پہر وید بہی چار ہین اُنہون نے آگ وغیرہ کی پرستش سکہلائی لیکن تاہم ممکن اور قرین قیاس ہے کہ یہ کتاب تحریف کی گئی ہو اور کسی زمانہ مین صحیح ہو اور خدا تعالی کیطرف سے ہو اور پہر نادانون کے تصرف اور تحریف سے بگڑ گئی ہو اور وہ شرتیان اسمین سے نکال دی گئی ہون جن مین یہ ذکر تہا کہ تم سورج اور چاند اور ہوا اور آگ اور پانی اور اکاش اور خاک وغیرہ کی پرستش مت کرو اگرچہ اس قدر تغیر اور انقلاب سے یہ کتاب خطرناک اور مضر ہوگئی تاہم کسی زمانہ مین بیکار نہ تہی اور جس شخص کو ہندوؤن کی تاریخ سے واقفیت ہو وہ خوب جانتا ہے

کہ وید پر بڑے بڑے تغیرات آئے ہین اور ایک زمانہ مین ویدون کو مخالفون
نے اگ مین جلا دیا تہا اور مدت تک وہ ایسے لوگون کے قبضہ مین رہے جو بُتا
پرستی اور مورتی پوجا کے دلدادہ تہے اور بجز اس قسم کے برہمنون کے دوسرون
پر اُن کا پڑھنا حرام کیا گیا تہا۔ پس اس وجہ سے وید کے پستک عام طور پر مل نہین
سکتے تہے بلکہ صرف بڑے بڑے برہمنون کے کتب خانون مین ہی پائے جاتے تہے
جو بت پرست اور عناصر پرست ہو چکے تہے اس صورت مین خود عقل قبول کرتی ہے
کہ ان دنون مین اُن برہمنون نے بہت کچہ مشرکانہ حاشئے وید پر چڑہائے ہون گے
اور اس بات کے اکثر محقق آریہ ورت کے قائل ہین کہ بعض زمانون مین وید بربا
گئے اور بعض مین گہٹائے گئے اور بعض وقت جلائے گئے اور جب آریہ قوم نے
اندرونی لڑائیون سے فراغت پائی تو بیرونی حکومتون کے پنجہ مین پہنس گئے
اسلامی حکومت بہی سات سو برس تک اس ملک مین رہی۔ اس لمبے زمانہ مین بہی جو
کچہ مسلمانون نے آریہ قوم کا عقیدہ دیکہا وہ بت پرستی اور آتش پرستی وغیرہ تہا۔ اسی زمانہ
مین شیخ سعدی بہی ایک مرتبہ اس ملک مین آئے تہے اور بت پرستی کا بڑا زور تہا چنانچہ
وہ اپنی کتاب بوستان مین فرماتے ہین۔

بتنگ ایکی بوسہ دادم بدست کہ لعنت بر و باد و بر بت پرست

گائی کے لئے جس قدر آریہ صاحبون کو جوش ہے وہ بہی در اصل مخلوق پرستی کی ایک جڑ ہے
ورنہ ایک حیوان کے لئے اس قدر جوش کیا معنے رکہتا ہے۔ قریبًا بتیس سو برس ہوتے ہین کہ
مسلمانون نے اس ملک کا ایک حصہ فتح کر لیا تہا اس وقت بہی اس ملک مین عام طور پر بت پرستی
اور آتش پرستی وغیرہ پہیلی ہوئی تہی پس جہان تک تاریخ کا قدم روشنی مین ہے ہرگز ثابت
نہین ہوتا کہ آریہ ورت پر کوئی ایسا زمانہ بہی آیا تہا کہ وہ خدا پرست تہے۔

مسلمانون پر یہ اعتراض آریون کا کہ اُن کے بادشاہون نے ہمارے بزرگون کو جبرًا
بت پرستی سے چہڑا کر مسلمان بنا یا تہا یہ بہی صاف بتلا رہا ہے کہ ابتک آریہ صاحبون کو

بت پرستی سے بہت پیار ہے۔ عملی طور پر توحید سے کچھہ تعلق ثابت نہین ہوتا اس پر یہ کافی دلیل ہے کہ وہ بت پرستون کے مسلمان ہونے سے بہت ناراض ہین ایک بت پرست حقیقت رائے کا قصہ بہی اسی غرض سے گھڑا گیا ہے جسکو بقول اُن کے کسی مسلمان بادشاہ نے مورتی پوجا سے جبرًا چھوڑا کر مسلمان کرنا چاہا تہا مگر وہ لڑکا بت پرستی پر عاشق تہا اسی مین اوس نے جان دی۔

غرض اسلامی تاریخ بہی قریبًا ایک ہزار برس سے اس بات کی گواہ ہے کہ یہ ملک آریہ ورت بت پرستی اور مورتی پوجا کا ایک بہاری مرکز ہے اُس زمانہ کا کون ثبوت دے سکتا ہے کہ جب ان کروڑہا لوگون کی طرح جو بت پرست اور عناصر پرست نظر آتے ہین وید مقدس کی تعلیم سے اس ملک مین کروڑہا خدا پرست مُوَحّد بہی موجود تہے۔ جگنناتہہ جی کا قدیم بت خانہ اور ایسا ہی او لبعض پُرانے بت خانے جنکی عمارت ہزارہا برس کی معلوم ہوتی ہے صاف طور پر گواہی دے رہے ہین کہ یہ بت پرستی اور مورتی پوجا کا مذہب کچھہ نیا نہین بلکہ قدیم ہے۔ ایسا ہی بہاگوت وغیرہ کتابین جو ہزارہا برس کی تالیف معلوم ہوتی ہین جن کو سناتن دہرم والے سیدہے سادہے ہندو بڑے پیار سے پڑہا کرتے ہین اس قدامت شرک کے گواہ ہین اسکے ساتہہ پرانے کتنے ہی اس ملک مین ایسے پائے گئے ہین کہ وہ ایک پُرانے زمانے کی حالت کی ایک آئینہ کی طرح شکل دکہلا رہے ہین اور بلند آواز سے گواہی دے رہے ہین کہ اُس وقت بہی اس ملک مین بُت پرستی تہی اور جہان تک تاریخ کا سلسلہ صفائی سے چل سکتا ہے یہی ظلمت شرک اور عناصر پرستی اور مورتی پوجا کے رسوم ہر ایک زمانہ مین پائی جاتی ہین اور ایسے گل کا ہار ہو رہے ہین کہ جبتک ایک ہندو اسلام اختیار نہ کرے یہ شرک کا داغ اُس سے بکلی دور ہی نہین ہو سکتا گو آریہ سماجی بنے یا کچھہ اور ہو جائے زمانہ دراز سے جسکا ابتدا معلوم کرنا مشکل ہے مورتی پوجا اور عناصر پرستی کا مذہب آریہ قوم مین چلا آتا ہے اور دوسری قومون کے مورخون کو کبہی یہ نصیب نہین ہوا کہ وہ گواہی دین کہ

آریہ ورت مین بہی کسی وقت توحید تہی اور اس زمانہ دراز مین اگر ہم یہ کہین کہ کروڑہا پنڈت آریہ ورت مین عناصر پرستی کے حامی گذرے ہین تو یہہ کچہہ مبالغہ نہ ہوگا پس ایسے پنڈتون کے وجود سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیشہ تمام ملک ایک سمندر کی طرح بت پرستی اور عناصر پرستی اور مورتی پوجا سے بہرا رہا ہے اور اس ملک کو توحید نصیب نہ ہوئی جب تک اسلام اس ملک مین نہ آیا مگر جن بادشاہون نے توحید کو اس ملک مین پہیلایا اور بت پرستی کی جڑ کہوئی وہی آریہ صاحبون کے نظر مین برے بنے۔ اب تک ہندو صاحبان محمود غزنوی کو بہی گالیان دیتے ہین کہ اُس نے کیون اُن کے قدیم تہاکر توڑے غرض بت پرستی اور عناصر پرستی کا مذہب اس ملک مین اس قدر قدیم ہے کہ محققانہ طور پر اُسکا کوئی ابتدا ٹہرانا مشکل ہے بجز اسکے کہ اس مذہب کو وید کے ساتہہ ساتہہ تسلیم کیا جائے مگر پہر بہی جیسا کہ مینے اوپر ذکر کیا ہے مجہے بعض قرآنی آیتون پر نظر ڈال کر خیال آتا ہے کہ شاید اصل تعلیم وید کی عناصر پرستی سے پاک ہو اور عناصر کی مہما اور استت سے کچہہ اور مطلب ہو مگر جیسا کہ مینے ذکر کیا ہے یہ میرا خیال اس وقت یقین کے مرتبہ تک پہنچے گا جب کہ وید کی پچاس یا ساٹہہ یا ستر شرتیون سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ان تمام عناصر اور اجرام فلکی کی پوجا سے جنکی مہما اور استت رگوید مین موجود ہے صاف اور صریح لفظون کے ساتہہ منع کرتا ہے *

وید کی شرتیون کی وہ تاویل جسکے لکہنے کا ہمنے وعدہ کیا تہا

وید کی شرتیون کی وہ تاویل جسکا مین اوپر ذکر آیا ہون قرآن شریف کی چند آیتون پر غور کرنے سے میرے دل مین گذرتی ہے پہلی آیت یہہ کہ اللہ تعالی قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ مین فرماتا ہے الحمد للہ رب العلمین ۔ یعنے ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلم ہے

جسکی تربیت ہر ایک عالم مین یعنے ہر ایک رنگ میں ہر ایک پیرایہ مین اور ہر ایک فائدہ بخش صنعت الہی کے ذریعہ سے مشہود اور محسوس ہو رہی ہے یعنی جن جن متفرق وسیلون پر اس دنیا کے لوگون کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے در اصل انکے پردہ مین ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے جس کا نام اللہ ہے چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچاکر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اسکے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے یہ سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جسپر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھہراتا ہے اور آسمانی روشنی سے انکھون کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہنچانے کے لئے منجملہ انسانون کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اس کو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے اور اسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضا تک پہنچانے کے لئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے پس وہ طبعاً اس خدمت مین لگا رہتا ہی کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف مین تقسیم کر دیتا ہے اور جیساکہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھون کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزین ان پر کھول دیتا ہے ۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھہ کو معرفت کے بلند مینار تک پہنچاکر دن چڑھا دیتا ہے اور جیساکہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلون کو پکاتا ہے اور ان مین شیرینی اور حلاوت ڈالتا اور عفونتون کو دور کرتا اور بہار کے موسم مین تمام درختون کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلون کی دولت سے ان کے دامن کو پر کرتا اور پھر خریف مین اسکے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختون کے پتے گرا دیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلون سے

محروم کرتا اور بالکل انہین ننگے کر دیتا ہے بجز اُن ہمیشہ بہار درختون کے جن پر وہ ایسا اثر نہین ڈالتا۔یہی کام اُس حقیقی آفتاب کے ہین جو سرچشمہ تمام روشنیون اور فیضون کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکہاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پہر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزان لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفون کے لئے معرفت کی حلاوتین پیدا کرتا ہے اور پہر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کر دیتا ہے۔پس اگر غور سے دیکہا جاوے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اوس حقیقی آفتاب کے ظل ہین اور یہ نہین کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جس قدر اس جسمانی سورج کے کام ہین وہ اسکے اپنے کام نہین ہین بلکہ درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اسکے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے جیسا کہ اسی کیطرف اشارہ کرنیکے لئے قرآن شریف مین ایک ملکہ کا قصہ لکہا ہے جو آفتاب پرست تھی اور اسکا نام بلقیس تھا اور وہ اپنے ملک کی بادشاہ تھی اور ایسا ہوا کہ اسوقت کے نبی نے اوسکو دہمکی دے بہیجی کہ تجھے ہمارے پاس حاضر ہونا چاہئے ورنہ ہمارا لشکر تیرے پر چڑھائی کریگا اور پہر تیری خیر نہین ہوگی۔پس وہ ڈر گئی اور اس نبی کے پاس حاضر ہونیکے لئے اپنے شہر سے روانہ ہوئی اور قبل اسکے کہ وہ حاضر ہو اسکو متنبہ کرنیکے لئے ایک ایسا محل طیار کیا گیا جس پر نہایت مصفا شیشہ کا فرش تہا اور اس فرش کے نیچے نہر کی طرح ایک وسیع خندق طیار کی گئی تہی جسمین پانی بہتا تہا اور پانی مین مچہلیان چلتی تہین جب وہ ملکہ اس جگہ پہنچی تو اُسکو حکم دیا گیا کہ محل کے اندر آجا تب اس نے نزدیک جاکر دیکہا کہ پانی زور سے بہ رہا ہے اور اس مین مچہلیان ہین اس نظارہ سے اس پر یہہ اثر ہوا کہ اس نے اپنی پنڈلیون پر سے کپڑا اُٹہا لیا کہ ایسا نہ ہو کہ پانی مین تر ہو جائے۔تب اس نبی نے اُس ملکہ کو جس کا نام بلقیس تہا آواز دی کہ اے بلقیس توکس غلطی مین گرفتار ہو گئی یہ تو پانی نہین ہے جس سے ڈر کر تو نے پاجامہ اوپر اُٹہا لیا یہ تو شیشہ کا فرش ہے اور پانی اسکے نیچے ہے۔اس مقام مین قرآن شریف مین یہ آیت ہے

قال صرح ممرد من قواریر۔ یعنے اس نبی نے کہاکہ اے بلقیس توکیون دہوکا کہاتی ہے یہ توشیش محل کے شیشے ہین جواوپر کی سطح پر بطور فرش کے لگائے گئے ہین اور پانی جوزور سے بہ رہا ہے وہ توان شیشون کے نیچے ہے نہ کہ یہ خود پانی ہین تب وہ سمجھ گئی کہ میری مذہبی غلطی پہ مجھے ہوشیار کیاگیا ہے اور مینے فی الحقیقت جہالت کی راہ اختیار کر رکہی تہی جو سورج کی پوجا کرتی تہی۔

تب وہ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لائی اور اسکی آنکھین کہل گئین اور اس نے یقین کر لیا کہ وہ طاقت عظمیٰ جسکی پرستش کرنی چاہئے وہ تو اور ہے اور مین دہوکہ مین رہی اور سطحی چیز کو معبود ٹہرایا۔ اور اس نبی کی تقریر کا ماحصل یہ تہاکہ دنیا ایک شیش محل ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور عناصر وغیرہ جو کچہہ کام کر رہے ہین یہ درصل ان کے کام نہین یہ تو بطور شیشون کے ہین بلکہ ان کے نیچے ایک طاقت مخفی ہے جو خدا ہے یہ سب اس کے کام ہین اس نظارہ کو دیکہہ کر بلقیس نے سچّے دل سے سورج کی پوجا سے توبہ کی اور سمجہہ لیا کہ وہ طاقت ہی اَور ہے کہ سورج وغیرہ سے کام کراتی ہے اور یہ تو صرف شیشے ہین۔

یہ تو ہمنے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ درصل خدا تعالیٰ کے صفات ہین وہ راتین جو خوفناک تاریکی پیدا کرتی ہین چاند اونکو روشن کرنے والا ہے جب وہ چمکتا ہے تو فی الفور اندہیری رات کی تاریکی اُٹھ جاتی ہے کبہی وہ پہلے وقت سے ہی چمکنا شروع کرتا ہے اور کبہی کچہہ تاریکی کے بعد نکلتا ہے۔ یہ عجیب نظارہ ہوتا ہے کہ ایک طرف چاند چڑہا اور ایک طرف تاریکی کا نام ونشان نہ رہا اسی طرح خدا بہی جب نہایت گندہ اور تاریک آدمیون پر جو اسکی طرف جہکتے ہین چمکتا ہے تو انکو ایسی طرح روشن کر دیتا ہے جیساکہ چاند رات کو روشن کرتا ہے۔ اور کوئی انسان اپنی عمر کے پہلے زمانہ مین ہی اس چاند کی روشنی سے حصہ لیتا ہے اور کوئی نصف عمر مین اور کوئی آخری حصہ مین اور بعض بدبخت سلخ کی راتون کی طرح ہوتے ہین یعنے تمام عمر انپر اندہیرا ہی چہائے رہتا ہے اس حقیقی چاند سے حصہ لینا ان کے نصیب نہین ہوتا۔ غرض کہ یہ سلسلہ چاند کی روشنی کا

اس حقیقی چاند کی روشنی سے بہت مناسبت رکھتا ہے۔ ایسا ہی چاند پھلون کو موٹا کرتا اور
اُن مین طراوت ڈالتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت کرکے اپنے درخت وجود مین پھل تیار
کرتے ہین چاند کی طرح خدا کی رحمت ان کے شامل حال ہوجاتی ہے اور اس پھل کو موٹا اور
تازہ بتازہ کردیتی ہے اور یہی معنے رحیم کے لفظ مین مخفی ہین جو سورۃ فاتحہ مین خدا کی دوسری
صفت بیان کی گئی ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت الہی
ہورہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے جو
آسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھہ مدت نہ برسے تو جیسا کہ علم طبعی
مین ثابت کیا گیا ہے کوؤن کے پانی بہی خشک ہوجائین یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش کا
پانی ہی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت مین لاتا ہے اس طور پر آسمان ایک
پہلا رب النوع ہے جس + سے پانی برستا ہے جسکو وید مین اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے
جیسا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ اس جگہ آسمان سے
مراد وہ کرّہ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت مین اس کرہ زمہریر کی قسم کہائی گئی
جو مینہ برساتا ہے اور رجع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا
ہے کہ مین وحی کا ثبوت دینے کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہون جس سے پانی برستا ہے
یعنی تمہاری روحانی حالت بہی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے
جیسا کہ تمہارا جسمانی پانی آسمان سے آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلون کے پانی
بہی خشک ہوجائین ۔ عقل بہی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الہی سے تازگی اور روشنی پاتی
ہے۔ غرض جس خدمت مین آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان
کا خدا تعالی کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتداء ہر ایک چیز کا پانی
سے ہے انسان بہی پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے
جسکو وید کی اصطلاح مین اندر کہتے ہین مگر یہ سمجہنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھہ چیز ہے بلکہ وہی
پوشیدہ اور نہان در نہان طاقت عظمی جس کا نام خدا ہے اسمین کام کر رہی ہے اسی کو بیان

+ قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے جو فضا یعنی پول اوپر کی طرف ہے جسمین بادل جمع ہوکر مینہ برستا ہے اسکا نام بہی آسمان ہے جسکو ہندی مین اکاش کہتے ہین ۔ منہ

کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین یعنے سورۃ فاتحہ مین یون فرمایا ہے

الحمد للہ رب العلمین

یعنے مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہی اُسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے اس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورت مین ہے اندر دیوتا کا ردّ ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوتی ہے اسی کو دوسرے لفظون مین آسمان یا اکاش کہتے ہین۔ اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام قضاء وقدر کو آسمان کی طرف منسوب کیا کرتے ہین۔ اور بت پرستون کے نزدیک بڑا رب النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے پس اس جگہ اسی کا ردّ منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر وہی اکیلا خدا ہے اُسی کی طاقت ہر جو پانی برساتی ہے آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العالمین وہی ہے جس کا نام اللہ ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جسکو نادانون نے اکاش یعنے اندر کی طرف منسوب کیا ہے بات یہی ہے کہ اندھون کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر برسانا یہ جلوہ دکھلانا ہے کہ یہ بھی اسکی ایک صفت ہے پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اسکی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے در اصل یہ سب اسکی صفات کے رنگون مین سے ایک رنگ ہے۔ پھر دوسری ربوبیت خدا تعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے۔ اس لفظ رحمان سے بت پرستون کے مقابل پر سورج دیوتا کا ردّ ملحوظ ہے کیونکہ بموجب بت پرستون کے خیال کے جیسا کہ اکاش یعنے آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزون کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی سورج بہار کے ایام مین تمام درختون کو لباس پہناتا ہے گویا یہ اسکی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہین۔ پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار مین ننگے درختون کو پتون کی چادر پہناتا ہے اور اسوقت تک درختون نے اپنے طور پر کوئی عمل نہین کیا ہوتا یعنی کچھ بنایا نہین ہوتا

تابناے ہوئے پر کچہہ زیادہ کیا جاے بلکہ وہ خزان کی غارت گری کے باعث سے محض ننگی اور برہنہ کہڑے ہوتے ہین پہر سورج کے پرتوہ عاطفت سے ہر ایک درخت اپنے تئین آراستہ کرنا شروع کر دیتا ہے آخر سورج کی مدد سے درختون کا عمل اس حد تک پہنچتا ہے کہ وہ پہل بنا لیتے ہین پس جبکہ وہ پہل بنا کر اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہین تب چاند اُن پر اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے۔ اور رحیم اسکو کہتے ہین کہ عمل کرنے والے کو اُسکے تکمیل عمل کے لئے مدد دے تا اُسکا عمل ناتمام نہ رہ جاوے پس چاند درختون کے پہلون کو یہ مدد دیتا ہے کہ اُن کو موٹے کر دیتا ہے اور اُن مین اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی مین یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی مین باغبان لوگ انارون کے پہٹنے کی آواز سنا کرتے ہین غرض استعارہ کے طور پر قمر جو نیّر دوم ہے رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اس کا یہی ہے جو موجود شدہ پہلون کی مدد کرتا ہے اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے پہر جب وہ پہل طیار ہو جاتے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہین تو زمین اُنکو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزا سزا کو پہنچین۔ پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پہل ہین تو زمین پر انکی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابل قدر جگہون مین رکہے جاتے ہین اور اگر وہ ردّی ہین تو خراب جگہون مین پہینک دئے جاتے ہین اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتہہ مین ہوتی ہے کہ جو خدا نے اسکی فطرت کو دے رکہی ہے کہ اچہے پہل کا قدر کرتی ہے اور بُرے پہل کو ذلیل جگہ رکہتی ہے۔

غرض وید مین بطور استعارہ کے یہ چار نام ہین جو چار بڑے بڑے دیوتاؤن کو عطا ہوئے ہین اول اکاش یعنے آسمان جسکو اندر دیوتا بولتے+ ہین وہ پانی کا داتا ہے اور قرآن شریف مین ہے

+حاشیہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حقیقت مین یہ سب دیوتا ہین بلکہ یہ سب ایک ہی مالک کی قبضہ مین ہین اور انسان کے فایدہ کیلئے بنائے گئے ہین ہمنے اسجگہ دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چارونکے فیوض بوجہ ایسے طور سے جاری ہین گویا اختیار سے یہ فیض پہنچا رہی ہین مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہین اپنے ارادہ سے کوئی کام نہین کرتے اونہین جانتے کہ کیا کام کرتے ہین گویا مردہ بدست زندہ ہین یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین مین پائے جاتے ہین یہ انسانون کو غور کرنیکے لئے دئے گئے ہین تا صفات الٰہی کے سمجھنے مین مدد دین مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہین اور حالانکہ وید سورج مین استعارہ کے رنگ مین خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے کہ کہ انسان ان کی طرف [illegible] بطور [illegible] منہ

کہ وجعلنا من الماء کل شیٔ حي یعنے ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے اسلئے یہ مجازی دیوتا یعنے اندر جسکو اکاش کہنا چاہئے سب مجازی دیوتاؤن سے بڑا ہے جسکی بغلون میں سورج اور چاند پرورش پاتے ہین یہ بہ نسبت اور دن کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اسکے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے اسکی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنے اندر دیوتا سے کم ہے وہ کام جو اسکے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختون پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہین اور خزان کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہین کہ گویا مردے ہین جو زمین مین گاڑے گئے ہین اور زہد پیشہ فقیرون کی طرح ایک پاؤن پر کھڑے ہوتے ہین پس سورج دیوتا بہار کے موسم مین موج مین آکر ان کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پہلون اور پہولون سے بہر دیتا ہے اور چند روز مین اُن کے سر پر پھولون کے سہرے باندہتا ہے اور سبز پتون کے ریشمی قبا انکو پہناتا ہے اور پہلون کی دولت سے اُن کو مال مال کر دیتا ہے اور اس طرح پر ایک شاندار نوشہ اُن کو بنا دیتا ہے پس اسکی رحمانیت مین کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشون پر اس قدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے۔ اس قسم کے استعارات وید مین بہت موجود ہین کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہین اور پہر ذرہ غور کرین تو کوئی علمی چمک بہی انمین دکھائی دیتی ہے۔

پہر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزورون کے عملون کو دیکھ کر اپنی مدد سے اُن کے اعمال انجام تک پہنچاتا ہے یعنی بہار کے موسم مین درخت پہل تو پیدا کر لیتے ہین لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو یہہ عمل ان کا ناقص رہ جاتا اور پہلون مین تازگی اور فربہی اور طراوت ہرگز نہ آتی۔ پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لائق ہوا کہ مجازی طور پر اسکو رحیم کہا جائے سو وید اُسکو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کے طور پر کچھ حرج نہین۔

پہر چاند کے بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافرون کو جگہ دینے کے لئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پہل درخت پر مسافر کی طرح ہوتا ہے آخر کار مستقل سکونت اُسکی

زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہان چاہے اُسکو اپنی لپشت پر جگہ دیتی ہے اور جیساکہ خدا نے قرآن شریف مین فرمایا وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کہ ہمنے انسانون کو زمین پر اور دریاؤن پر خود اُٹھایا ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اُٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین مین ہے وہ جسکو چاہے عزّت کے مقام پر بٹھاوے اور جسکو چاہے ذلت کے مقام مین پھینک دے۔ پس اس طرح پر زمین کا نام مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہوا یعنے استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ مین یہ چارون الٰہی صفات نظر آتی ہین۔ غرض اسی طرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر مین بھی ظاہر کرے تا طالب حق مثالون کو پاکر اُس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑلے۔

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید مین مذکور ہین چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہین چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کُبریٰ کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ دیا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چارون صفات مشہود و محسوس ہین۔ انہین امور کی وجہ سے موٹی عقل والون نے درحقیقت انکو دیوتے قرار دیا ہے* اور انکو ربّ النوع اور قابل پرستش سمجھ لیا ہے پس ان لوگون کے ردّ کے لئے خداتعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف مین یعنے سورۃ فاتحہ مین فرماتا ہے

الحمد لله رب العٰلمين۔ الرحمٰن۔ الرحيم۔ مٰلك يوم الدّين۔ اياك نعبد و ايّاك نستعين۔ اهدنا الصراط المستقيم۔ صراط الذين انعمت عليهم۔ غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ اٰمين۔

ترجمہ۔ حمد اور اُستت اور ہما اس بڑے ربّ کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے۔ اور رحمان العالمین ہے اور رحیم العالمین ہے۔ اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کیلئے مخصوص ہے کہ اُسکی ربوبیت اور رحمانیت اور

* دیوتا سنسکرت مین ربّ کو کہتے ہین جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے۔ پس سورج بجائے خود ایک ربّ ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک ربّ ہے یعنی دیوتا ہے ان تمام ربون یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا۔۔۔۔۔

رحیمیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ مین محدود نہین بلکہ یہ صفات اس کی بے انتہا رنگون مین ظاہر ہوتی ہین کوئی ان کا انتہا نہین پاسکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتین یعنے پرورشین ایک خاص رنگ اور ایک خاص قسم مین محدود ہین اور اس اپنے تنگ دائرہ سے آگے نہین نکلتین اسلئے ایسی چیزین پرستش کے لایق نہین۔ علاوہ اس کے اُن کے یہ افعال بالارادہ نہین بلکہ ان سب کے نیچے الہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ سب کے رَبّ کہ جو بے انتہا رنگون مین اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لایق تو وہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لائق نہین ہین اسیطرح دوسرے مقام مین فرمایا لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ یعنے نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزین سورج چاند۔ آسمان۔ آگ۔ پانی وغیرہ پیدا کی ہین۔ چاند اور سورج کا ذکر کرکے پھر بعد اسکے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزین جنکی غیر قومیں پرستش کرتی ہین تم ہرگز اُنکی پرستش مت کرو۔ پھر اس سورۃ مین یعنے سورۃ فاتحہ مین اس بات کا جواب ہے کہ جب اکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فائدہ اللہ کی پرستش مین ہے کہ جو ان چیزون کی پرستش مین نہین تو دعا کے پیرایہ مین اسکا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتین عطا کرتا ہے اور اپنے تئین آپ اپنے بندون پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اُسکو شناخت نہین کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتون اور نشانون سے اپنے تئین شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندون کو اُس غضب سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کرکے اور اُسکو اپنے پاس سے معرفت عطا کرکے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہین دیتا۔ یہ سورہ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نماز مین پڑھتے ہین بلکہ در اصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک

انسان اِس دُعا کو درد دل کے ساتھہ خدا کی حضور مین کھڑے ہوکر نہ پڑہے اور اس سے
وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی ہے تب تک اُس نے
نماز نہین پڑھی- اور اس نماز مین تین چیزین سکھلائی گئی ہین-

(۱) اول خدا تعالی کی توحید اور اسکی صفات کی توحید تا انسان چاند- سورج اور دوسرے
جھوٹھے دیوتاؤن سے مُنہ پہیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہوجا اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے کہ

ایاك نعبد وایاك نستعین

یعنی مین تیرا ہی پرستار ہون اور تجہہ سے ہی مدد چاہتا ہے اور دوسری یہہ سکھلایا گیا ہے کہ
وہ اپنی دعاؤن مین اپنے بہائیون کو شریک کرے اور اس طرح پر بنی نوع کا حق ادا کرے اس
لئے دعا مین اِهْدِنَا کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنی ہین کہ اے ہمارے خدا ہم لوگون کو
اپنی سیدھی راہ دکہلا- یہ معنے نہین کہ مجہہ کو اپنی سیدہی راہ دکہا- پس اس طور کی دعا سے
جو جمع کے صیغہ کے ساتہہ ہے بنی نوع کا حق بہی ادا ہوجاتا ہے اور تیسری اس دعا مین یہہ
سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھہ بلکہ وہ ہمین روحانی
نعمتین عطا کر جو تونے پہلے راستبازون کو دی ہین اور پہر کہا کہ یہ دعا بہی کرو کہ ہمین ان لوگون
کی راہون سے بچا جن کو روحانی آنکہین عطا نہین ہوئین آخر اونہون نے ایسے کام کئے
جن سے اسی دنیا مین غضب اُن پر نازل ہوا- اور یا اس دُنیا مین غضب سے تو بچے مگر گمراہی
کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب مین گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو
خدا روحانی نعمتین عطا نہ کرے اور دیکہنے والی آنکہین نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت
سے نہ بہرے آخر وہ تباہ ہوجاتا ہے اور پہر اسکی شوخیون اور شرارتون کی وجہ سے اِسی دُنیا
مین اس پر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکون کے حق مین بدزبانی کرتا ہے اور کتون کی طرح زبان
نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتون اور شوخیون کی وجہ سے ہلاک کئے
گئے اور بارہا طاعون کا عذاب اُن پر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کردی اور یا اگر وہ دنیا مین

شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے مین شریک نہ ہو تو اُس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہو جب اس دُنیا سے وہ گذر جائے گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین یہ ممکن ہے کہ رگوید مین جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤن سے دُعائین مانگی گئی ہین اُس سے مراد وہ اعلےٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو انکے پردہ مین کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤن کا دیوتا ہی کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف مین اِس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہین کہ جس قدر اِس عالم مین مختلف چیزین نظام عالم کا قائم رکھنے کے لیئے کام کر رہی ہین وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے نمونے ہین جو مجازی رنگ مین ظاہر ہو رہی ہین گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہین جن سے ہمین خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے مین معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلون مین چار تغیرات دکھلاتا ہے

اوّل **تغیر موسم خریف** جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختون کے آب وتاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختون کے پتے گر جاتے ہین اور اُن کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانون کے بدن پر بھی اِس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہین۔ پس اسی طرح خدا کی ایک **تجلی** بھی موسم خریف سے **مشابہ** ہے کہ ایک زمانہ انسانون پر آتا ہے کہ اُن کے دلون پر قبض طاری ہوتی ہے اور **وجد** اور یاد الٰہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کہلے کہلے معصیت اور فسق کا **دَور** ابھی نہین آتا مگر **اُنس** الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلون پر افسردگی اور مُردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہین رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اسکو **کلجگ** کا پیش خیمہ کہنا چاہیئے۔

پہر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ **موسم سرما** کا زمانہ

ہے جبکہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اُس آفتاب حقیقی کے جسکا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ خدا کی محبت دلون سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتین اسکو چھوڑ دیتی ہین اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری - قمار بازی - زناکاری اور جھوٹ - فریب - دغا - بدزبانی - تکبر - دنیا پرستی - چوری - خیانت - خون ریزی - ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پاپ اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا مین پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتین زبان کی چالاکیون سے آزمائی جاتی ہین اور جو شخص ایسے طریقون سے اپنی چالاکیان دکھلاتا ہے وہ بڑا لایق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر ہی جائے تو اسکی یادگارین قایم ہوتی ہین - ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے شاذونادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے گویا اسکو کل جگ کہہ سکتے ہین کیونکہ اسمین نیکی کا **کال** اور بدی کا **اقبال** ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ **ربیع** کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مُردہ پودے نئے سرے **زندہ** کئے جاتے ہین اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے سو اسی طرح وہ جو آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھلاتی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے تب زمین کے زندہ کرنیکے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اُترتا ہے کہ خدا تعالی اپنے بندون مین سے کسی کو **منتخب** کر کے اُسکے دل کو اُس پانی کا **ابر بہار** بناتا ہے تب وہ پانی اُس بادل مین سے خدا تعالی کے اذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودون پر پڑتا ہے جنکو خریف کی **باد صرصر** نے تباہ اور خراب کر دیا تھا

اور ان مین معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پہول اُن مین نمایان کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخون کو نیک اعمال کے پہلون سے بہر دیتا ہے۔

پہر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج ویونا ظاہر کرتا ہے وہ **صیف** کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما مین سورج اُن پہلون کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم مین ابہی کچے تہے۔ پس اسی طرح خدا کی تجلی کے لیئے بہی ایک موسم صیف یعنے موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنون سے ترقی کرکے انسانی پاک طبیعتین خدا تعالیٰ کی یاد مین اور اسکی محبت مین گرم ہوتی ہیں اور طبیعتون مین ذکر الٰہی کے لیئے جوش پیدا ہوتے ہین اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہین اور یہ زمانہ پورے معنے سے **ست جگ** کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہین اور اُسکی خواہشون کو اپنی خواہشین بناتے ہین۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بہی چار تغیر پائے جاتے ہین پس اسمین **کلام** کی جگہ نہین کہ جو کچہہ اجرام فلکی اور عناصر مین جسمانی اور فانی طور پر **صفات** پائی جاتی ہین وُہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ مین **موجود** ہین۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بہی ہمپر کہول دیا ہے کہ سورج وغیرہ **بذات خود** کچہہ چیز نہین ہین یہ اُسی کی **طاقت زبردست** ہے جو **پردہ** مین ہر ایک کام کر رہی ہے **وُہی ہے** جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بناکر اندہیری راتون کو روشنی بخشتا ہے جیساکہ وہ تاریک دلون مین **خود** داخل ہوکر اُن کو **منوّر** کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔ **وُہی ہے** جو اپنی طاقتون پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا **مظہر** بنا دیتا ہے اور مختلف فصلون مین مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو **مینہ** کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسون کو **سیراب** کر دیتی ہے **اُسی** کی طاقت آگ میں ہوکر جلاتی ہے اور **ہوا** مین ہوکر دم کو تازہ کرتی اور پہولون

کو شگفتہ کرتی اور بادلون کو اُٹھاتی اور آواز کو کانون تک پہنچاتی ہے یہ اُسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل مین مجسّم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اُٹھارہی ہے مگر کیا یہ چیزین **خدا ہین**؟ نہین بلکہ **مخلوق** مگر اُن کے اجرام مین خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہین کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہین لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جو آگ مین پڑ کر آگ کی شکل بنگیا ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اسکی نہین بلکہ آگ کے ہین اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتون کے جو انمین پائی جاتی ہین خدا کے نام ہین اور خدا کی صفات ہین اور خدا کی طاقت ہی جو انکے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا مین اُسی کے کلمے تھے جو اسکی قدرت نے انکو مختلف رنگون مین ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کریگا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسّم ہو گئے کیا خدا انکے علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اُسکو سوچنا چاہئے کہ آفتاب سے جو ایک **آتشی شیشی**+ آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب مین سے **کم** نہین کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلون مین فربہی آتی ہے وہ چاند کو دُبلا نہین کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک **بھید** اور تمام نظام روحانی کا **مرکز** ہے کہ خدا کے کلمات

+**حاشیہ** آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پرمیشر نے زمین اور آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہین کیا صرف موجودہ چیزون کو جو قدیم سے نہین باہم جوڑا ہے جیسا کہ جیو جو قدیم سے اور انادی ہے اور پرمانو یا پرکرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہین اور قدیم اور انادی ہین۔ مگر ہم ایسے اعتقاد کی وجہ سے اس قدر آریہ صاحبون پر غصہ نہین کرتے جس قدر ہمین اُنکی بے نصیبی پر رحم آتا ہے کیونکہ جب کہ اُنہون نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہین کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل **گیان** اونکو حاصل ہوا۔ وہ خدا جس نے اسقدر بڑے بڑے **اجرام آسمان** مین پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اسقدر ستارے پیدا کئے جن کا ابتک انسانون کو پتہ نہین لگا۔

* کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہین ہو سکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت اور اندیشہ اسکی ناراضگی کے دور نہین ہو سکتا محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہے جیسا کہ آگ میل کو جس سونے کو ہم روز آگ مین ڈالوگے کیا اسپر کوئی میل رہ سکتی ہے! مگر وہ شخص جو نہ خدا کے حسن کا قائل اور نہ اسکو پورا قادر نہین جانتا اور نہ خدا کے احسان کا قائل ہے یعنی یقین نہین رکھتا جو اسکی روح جو اُسکے اندر بول رہی ہے وہ خدا سے ہے وہ خاک اپنے پرمیشر سے **محبت** کریگا۔ منہ

سے ہی دُنیا کی پیدائش ہے جبکہ یہ بات طے ہوچکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمین عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ ویدنے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور اُستت کی اُسکا یہی مقصد ہوگا کہ الٰہی **طاقت** ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ در حقیقت اُسکے مقابل وہ سب **اجرام** بطور **چھلکے** کے ہین اور **وہ مغز** ہے اور سب صفات اُسی کی طرف رجوع کرتی ہین اسلئے اسی کا نام آگ رکھنا چاہیئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل انکے فعل نہین بلکہ یہ سب اُس کے فعل ہین اور اِن کی طاقتین اُن کی طاقتین نہین بلکہ یہ سب اُسکی طاقتین ہین جیسا کہ سورۂ فاتحہ کی اِس آیت مین کہ الحمد للہ رب العالمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے مختلف رنگون اور پیرایون اور عالمون مین جو دنیا کا نظام قایم

کیا وہ پیدا کرنے مین کسی **مادّہ** کا محتاج تہا۔ جب مین ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہون اور انکی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہون اور دیکھتا ہون کہ صرف ارادہ الٰہی سے اور اسکے اشارہ سے ہی سب کچھ ہوگیا تو میری رُوح بے اختیار بول اُٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتون والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہین۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتون سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزون کو کس مادہ سے بنایا۔ **افسوس** کہ آریہ صاحبان یہ نہین خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کے بنانے مین انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادّہ کے کچھ بنا نہین سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہین سکتا پس اس صورت مین جیسا کہ ہم ایک دیوار کے بنانے مین اندازہ کرتے ہین کہ ایک معمار اتنے دنون مین اسکو تیار کرسکتا ہے اِس سے پہلے نہین۔ ایسا ہی ہمین یہ اندازہ کرنا پڑیگا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے مین اس قدر وقت کی ضرور حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اسکے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے یہ حدّین مقرّر کرنا اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کے لئے اوس کو محتاج سمجھنا کفر ہے اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلدی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہین۔ پس اس صورت مین

رکہنے کے لئے زمین آسمان کی چیزین کام کررہی ہین یہ وہ نہین کام کرتین بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کررہی ہے جیساکہ دوسری آیت مین بہی فرمایا صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِیۡرَ یعنے دُنیا ایک شیش محل ہے جسکے شیشون کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجہتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہین حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیساکہ قرآن شریف مین ایک تیسری جگہ بہی فرمایا وحملناهم فی البرّ والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہین اُٹھاتی ہے یا کشتیان دریا مین تمہین اُٹھاتی ہین بلکہ ہم خود تمہین اوٹھا رہے ہین

خلاصہ مطلب یہ کہ ہم ان معنون کو جو اوپر بیان ہوئے وید کی نسبت قبول کرسکتے ہین اور ہم خیال کرسکتے ہین کہ جیساکہ قرآن شریف نے ہمین ہدایت دی ہے

بقیہ حاشیہ وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہوگیا۔ انسانی ضعف کے لئے جو منطق بنائی گئی ہے اُس منطق سے اسکے حق مین بہی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کون سی حماقت ہوگی۔ مین ہرگز یقین نہین رکہتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے پنڈت صاحب نے جب دیکہا کہ بغیر روٹی کہانے کے وہ جی نہین سکتے اور بغیر پانی کے اونکی پیاس نہین بجہتی اور بغیر مشقت اور مغز خوری وید نہ پڑہ سکے تو انہون نے سمجہہ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کے حصول کے لئے مادہ کے محتاج ہین ایسا ہی انکا پرمیشر بہی مادہ کا محتاج ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کامون کو اپنے نفس پر قیاس کرلیتا ہے چنانچہ بازاری عورتین ہرگز سمجہہ نہین سکتین کہ دنیا مین پاک امن اور پاک دل عورتین بہی ہوتی ہین جسکو آنکہین ملی ہین وہ آنکہون کے بعد اپنے تئین اندہا نہین کرسکتا اور جسکو کوئی حصہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پہر جہالت کو پسند نہین کرسکتا ہمنے صدہا امور اپنی آنکہون سے ایسے خارق عادت دیکہے ہین کہ اگر ہم بعد اسکے گواہی نہ دین کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہین تو ہم سخت گنہگار ہونگے شائد چودہ سال کے قریب ہوگیا ہے یا کم زیادہ جو مینے دیکہا تہا کہ عالم کشف مین ایک کاغذ پر مینے بعض باتین لکہی ہین اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہوجانی چاہیئے

وید کا بہی یہی مدعا ہے مگر دو باتون کا ثابت ہونا ضروری ہے (۱) اول یہہ کہ وید کا بہی یہی مذہب ہو جو قرآن نے ظاہر کیا ہے کہ یہ سب چیزین کیا آسمان کے اجرام اور کیا زمین کے عناصر اور کیا ذرہ ذرہ مخلوقات خدا کے ہاتہہ سے نکلے ہین کیونکہ اگر ایسا تسلیم نہ کرین تو پہر ان چیزون کی صفات پرمیشر کے صفات نہین ہو سکتے اور ان چیزون کے گُن پرمیشر کے گن نہین کہلا سکتے - اور ان چیزون کی طاقتین پرمیشر کی طاقتین نہین کہلا سکتین مگر افسوس کہ آریہ سماجی اصول کے موافق ذرات یعنی پرمانو اور جیو یعنی روح یہ سب انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہین اسلئے انکے گن اور صفات اور خواص اور طاقتین بہی غیر مخلوق اور انادی ہین پرمیشر کو انہین کچہہ دخل نہین ہے اگر وید کا یہی مذہب ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ وید نے آگ کے صفات بیان کرکے آتش پرستی سکہائی ہے اور سورج کی اُستت اور مہاکر کے سورج پرستی سکہائی ہے ہان اگر ان سب چیزون کو پرمیشر سے نکلی ہوئی مان لین اور انکی طاقتین اسکی طاقتین مان لین تو پہر اعتراض باقی نہین رہتا اور یاد رہے کہ اسکی ساتہہ دوسری شرط بہی ہے اور وہ یہ ہے کہ وید مین ان صدہا شرتیون کے مقابل جنمین سورج اور آگ وغیرہ کی اُستت و مہما موجود ہے پچاس یا ساٹہہ یا ستر ایسی شرتیان بہی پائی جائین جنکا یہ مطلب ہو کہ یہ چیزین ہرگز پرستش کے لائق نہین اور نہ ان سے مرادین مانگ سکتے ہین - ان دو باتون کے ثابت ہونے سے وید اس لائق ہوگا کہ اس الزام سے اسکو بری کر دیا جاوے اور وہ فرد قرارداد جرم اسپر سے اٹہائی جاوے جو بڑے بڑے اہل الرای اسپر لگا رہے ہین اور اگر یہ باتین ثابت نہین تو الزام **ثابت ہے -**

بقیہ حاشیہ: اور مینے دیکہا کہ مینے وہ تحریر اپنے قادر خدا کے روبرو پیش کی کہ اسپر دستخط کر دین کہ ایسا ہی ہو جائے تب میرے خدا نے ایک قلم سے ایک سرخی کی سیاہی سے جو خون کے مانند تہی اور مین خیال کرتا تہا کہ وہ خون ہی ہے اسپر دستخط اپنے کر دئے اور دستخط سے پہلے قلم کو چہڑک دیا اور وہ چہینٹے خون کے میرے پر پڑے تب مین جدا اور شوق محبت سے میری آنکہ کہل گئی کہ خدا نے میرا منشا پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دئے - اسوقت میرے پاس ایک دوست موجود تہا یعنی میان عبد اللہ سنوری اس نے شور مچایا کہ یہ قطرے سرخ کہان سے گرے اور جیسا کہ عالم کشف مین دیکہا تہا درحقیقت خارج مین بہی وہ سرخ قطرے تر میرے کرتے پر پڑے تہے اور کچہہ عبد اللہ پر بہی - اب بتلاؤ کہ یہ تو تمام کشفی معاملہ تہا ظاہر مین ان خونی قطرون کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا آریہ صاحبان بجز اسکے کیا جواب دے سکتے ہین کہ یہ قصہ جہوٹہا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصہ مینے سرمہ چشم آریہ مین لکہا ہے کیونکہ انہین دنون مین وہ کتاب تالیف ہوئی تہی اور چونکہ عین آریہ صاحبون کے مقابل پر یہ نشان ظاہر ہوا تہا اسلئے میرے خیال مین یہ پنڈت لیکہرام کے مارے جانیکی طرف اشارہ تہا اور طاعون کے وقوع کیطرف بہی اشارہ تہا - اسی طرح صدہا نشان ہین جو ایسی قدرتون پر دلالت کرتے ہین جو بغیر مادہ کے ظہور مین آئین جنسے یہ قدرتین ثابت ہین کہ بغیر مادہ اپنے خدا کا کیا

پھر ایک اور اعتراض آریہ صاحبوں کے اصول پر ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اسپر بھی توجہ کریں گے اور وہ یہ ہے کہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ گو دنیا کیلئے ابتدائی اور ابدی سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا لیکن پرمیشر نے قدیم سے یہی طریق مقرر کر رکھا ہے کہ ہمیشہ وہ سنسکرت زبان میں اور آریہ ورت میں آسمانی کتاب پیدائش کے ابتدا میں بھیجا رہا ہو یہ معقولہ تین طور سے غلط ہے اول خدا تعالیٰ کی رحمت عامہ کے برخلاف ہے یعنے جس حالت میں دنیا میں مختلف بلاد اور مختلف زبانیں پائی جاتی ہیں اور ایک ملک کے باشندے دوسری قوم کی زبان سے ناآشنا ہیں بلکہ اس زمانہ سے پہلے تو یہ حالت رہی ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک کے وجود سے بھی بیخبر تھا اور آریہ ورت میں یہ خیال تھا کہ ہمالہ پہاڑ کے پرے کوئی آبادی نہیں تو اس صورت میں جبکہ دنیا کے تفرقہ کی یہ صورت تھی ہمیشہ اور کروڑہا برسوں سے آسمانی کتاب کو ایک ہی ملک تک محدود رکھنا یہ خدا کی اُس رحمت کے برخلاف ہے جو اس کے رب العالمین ہونے کی شان کو زیبا ہے اور اس کے برخلاف جو قرآن شریف نے فرمایا ہے وہ نہایت معقول اور قرین انصاف ہے اور وہ یہ کہ وہ فرماتا ہے ۔ وان من امّة الّا خلا فیھا نذیر یعنے کوئی بستی اور کوئی آباد ملک نہیں جس میں پیغمبر نہیں بھیجا گیا اور پھر فرماتا ہے یتلو صحفا مّطھّرۃ فیھا کتب قیمہ ۔ یعنے یہ کتاب جو قرآن شریف ہے یہ مجموعہ ان تمام کتابوں کا ہے جو پہلے بھیجی گئی تھیں ۔ اس آیت سے مطلب یہ ہے کہ خدا نے پہلے متفرق طور پر ہر ایک امت کو جدا جدا دستور العمل بھیجا اور پھر چاہا کہ جیسا کہ خدا ایک ہے وہ بھی ایک ہو جائیں تب سب کو اکٹھا کرنے کے لئے قرآن کو بھیجا اور خبر دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ خدا تمام قوموں کو ایک قوم بنا دے گا اور تمام ملکوں کو ایک ملک کر دے گا اور تمام زبانوں کو ایک زبان بنا دے گا سو ہم دیکھتے ہیں کہ دن بدن دنیا اس صورت

کے قریب آتی جاتی ہے اور مختلف ملکوں کے تعلقات بڑھتے جاتے ہیں سیاحت
کے لئے وہ سامان میسر آگئے ہیں جو پہلے نہیں تھے خیالات کے مبادلہ کے لئے
بڑی بڑی آسانیاں ہوگئی ہیں ایک قوم دوسری قوم میں ایسی دھنس گئی ہے کہ گویا
وہ دونوں ایک ہونا چاہتی ہیں - بڑے اور مشکل سفر بہت سہل اور آسان ہوگئے
ہیں - اب روس کی طرف سے ایک ریل طیار ہو رہی ہے کہ جو چالیس دن میں تمام
دنیا کا دورہ ختم کرلے گی - اور خبر رسانی کے خارق عادت ذریعے پیدا ہوگئے ہیں
اس سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ اِن مختلف قوموں کو جو کسی وقت ایک تھیں
پھر ایک ہی بنانا چاہتا ہے تا پیدایش کا دائرہ پورا ہو جائے اور تا ایک ہی خدا ہو
اور ایک ہی نبی ہو اور ایک ہی دین ہو - یہ بات نہایت معقول ہے کہ تفرقہ
کے زمانہ میں خدا نے جدا جدا ہر ایک ملک میں نبی بھیجے اور کسی ملک سے بخل نہیں
کیا لیکن آخری زمانہ میں جب تمام ملکوں میں ایک قوم بننے کی استعداد پیدا ہوگئی تب
سب ہدایتوں کو اکٹھا کر کے ایک ایسی زبان میں جمع کر دیا جو وہ ام الالسنہ
ہے یعنے زبان عربی - کیا کوئی دانشمند اس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ
سنسکرت زبان اور آریہ ورت میں تو کروڑہا مرتبہ وید نے جو بقول آریہ پرمیشر کا کلام ہے جنم
لیا لیکن کسی اور زبان میں اور کسی اور ملک میں ایک مرتبہ بھی اس کا ظہور نہ ہوا - اگر
تناسخ کا مسئلہ کچھ چیز ہے تو اس سے ہی ثبوت دینا چاہیے کہ پرمیشر نے اس ملک
کے لوگوں سے اسقدر کیوں پیار کیا اور دوسرے ملکوں سے کیوں ایسی بیگانگی ظاہر
فرمائی کون سے عمدہ اور پاک کرم یہ ملک ہمیشہ کرتا رہا ہے جنکی وجہ سے یہ وید کی عزت
ہمیشہ اس کو دی جاتی ہے کیا پرمیشر جانتا ہے یا نہیں کہ دوسرے ملک بھی اس بات
کے محتاج ہیں کہ کبھی انکی زبان میں بھی کلام الٰہی نازل ہوا اور انہیں بھی وحی الٰہی پانیوالے
پیدا ہوں اور اگر جانتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ ہمیشہ وید آریہ ورت میں ہی آتا ہے اور

سنسکرت زبان میں ہی ہوتا ہے بیان تو کرنا چاہیے کہ یہ پکش پات کیوں ہے اور دوسرے ملکوں کا کیا گناہ ہے جن کی قسمت میں یہ نعمت نہیں اور ہمیشہ کے لئے وہ اس فخر سے بے نصیب ہیں کہ ان کے ملک میں اور انکی زبان میں خدا کی کتاب نازل ہو۔

پھر دوسرا پہلو اعتراض کا یہ ہے کہ اگر فرض محال کے طور پر یہ بھی خیال کیا جائے کہ وید کل دنیا کے لئے آیا ہے اور خدا تعالے پر یہ بخل جائز رکھا جائے کہ اس نے دوسرے ملکوں اور قوموں کو اپنے شرف مکالمہ سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھا تو اس صورت میں اسقدر تو چاہیے تھا کہ پرمیشر وہ زبان اختیار کرتا جو تمام زبانوں کی ماں ہو اور زندہ زبان ہو نہ سنسکرت کہ کسی طرح وہ تمام زبانوں کی ماں نہیں کہلا سکتی اور نہ وہ زندہ زبان ہے بلکہ مدت ہوئی کہ مرگئی اور کسی ملک میں وہ بولی نہیں جاتی۔ ہاں یہ درجہ ام الالسنہ ہونے کا عربی زبان کو حاصل ہے اور وہی آج اُن تمام زبانوں میں سے جنمیں آسمانی کتابیں بیان کی جاتی ہیں زندہ زبان ہے اور ہم نے بڑی تحقیق سے تمام زبانوں کا مقابلہ کرکے بہت سے قوی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ درحقیقت عربی زبان ہی ام الالسنہ ہی۔ اس لئے وہی زبان اس لائق ہی کہ کل قوموں کو اُس زبان میں مخاطب کیا جائے اور ہم نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونیکے بارہمیں ایک کتاب تالیف کی ہے اور جو شخص اس کتاب کو پڑھے گا میں خیال نہیں کرتا کہ بجز تسلیم کے کسی طرف اسکو گریز کی راہ مل سکے کیونکہ اس میں اعلیٰ درجہ کی تحقیقاتوں سے اور ہزارہا مفردات کے مقابلہ سے اور نیز اُس علمی خزانہ سے جو عربی مفردات میں پایا جاتا ہے عربی کا تمام زبانوں کی ماں ہونا ثابت کر دیا ہے۔

تیسری وجہ آریہ صاحبوں کے اس اصول کے غلط ہونیکی کہ وید پر پرمیشر کی مہر لگ چکی ہے اور اس کے بغیر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہے ہمارا ذاتی تجربہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ قریباً ہر روز خدا تعالے ہم سے کلام کرتا ہے اور اپنے اسرار غیب اور علوم

معرفت سے مطلع فرماتا ہے۔ پس اگر یہ لاف وگزاف درحقیقت وید میں ہے کہ آیندہ وحی کا دروازہ بند ہو گیا تو بعد اس کے ہمیں اس کے جھوٹا ہونے کیلئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ امور مشہودہ محسوسہ کے برخلاف کہنے والا بالیقین کاذب اور سخت کاذب ہوتا ہے جس عالی شان وحی سے ہمیں خدا نے مشرف کیا ہے ہم وید میں اس کا نمونہ نہیں دیکھتے۔ یہ کلام خارق عادت باتوں اور غیب سے پر ہے جیسا کہ سمندر پانی سے اور اکثر عربی میں جو نبوت کے کلام کی تخت گاہ ہے نازل ہوتا ہے اور کبھی اردو میں اور کبھی فارسی میں اور بعض اوقات انگریزی زبان میں بھی ہوا ہے اور اگر آریہ صاحبان یہ کہیں کہ کونسا نشان ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ خدا کا کلام ہے سو کیا ہم بتاویں کیا پنڈت لیکھرام کے متعلق جو پیشگوئی تھی جس میں اس کے مارے جانیکا دن اور تاریخ بھی درج تھی کیا وہ آریہ صاحبوں کو بھول گئے کیا وہ ایک ہی پیشگوئی آریہ صاحبوں کیلئے کافی نہیں تھی اور ایسی پیشگوئیاں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور ایک فوج گواہوں کی انکے ساتھ ہے جن میں سے کئی معزز آریہ بھی ہیں۔ پس اس سے زیادہ ہم خدا کے مکالمہ کا اور کیا ثبوت دے سکتے ہیں بلکہ ہم اسی جگہ کے چند آریہ صاحبوں کو بلکہ کئی لاکھ اور آریہ صاحبوں کو بھی گواہی کے لئے پیش کرتے ہیں۔

اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ بعض نادان ایک لاکھ پیشگوئی کے مقابل پر ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کرکے کہتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں لیکن یہ خود اُن کا قصور فہم ہے بلکہ کوئی بھی ایسی پیشگوئی نہیں کہ وہ اپنے الفاظ کیمطابق پوری نہیں ہوچکی یا اسمیں سے کوئی حصہ پورا نہیں ہو چکا جو دوسرے حصے کے کسی وقت پورا ہو جانے پر گواہ ہے۔ سچی گواہی کو چھپانا اور جھوٹی حجتیں پیش کرنا اُن لوگوں کا کام نہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ خاصکر آریہ صاحبوں کو وہ نشان فراموش نہیں کرنا چاہیے جو خدا نے اُن کو اپنے زبردست ہاتھ سے دکھلایا اور کئی کروڑ انسانوں کو اسپر گواہ کیا۔ ایسے زبردست نشانوں کا انکار کرکے پھر تکذیب کرنا یہ خدا کے ساتھ لڑائی ہے۔

وید کی یہ تعلیمیں ہم نے بطور نمونہ کے بیان کی ہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف کی تعلیمیں اس کے مخالف ہیں وہ دنیا میں توحید قائم کرنے آیا ہے اس میں توحید کی تعلیم شمشیر برہنہ کی طرح ہے اسکو اول سے آخر تک پڑھو وہ یہ نہیں سکھلاتا کہ خدا کے بغیر کسی چیز کی پرستش کرو اور اس سے مرادیں مانگو اور اسکی مہما اور

استت بیان کرو وہ خدا کی کتابوں کو نہ کسی خاص ملک سے محدود کرتا ہے اور نہ کسی خاص قوم سے وہ بیان کرتا ہے کہ وہ ایک دائرہ کو ختم کرنے آیا ہے جس کے متفرق طور پر تمام م

م دنیا میں نقطے موجود تھے۔ اب وہ اُن تمام نقطوں میں خط کھینچکر ان سب کو ایک دائرہ کی طرح بناتا ہے اور اس طرح تمام قوموں کو ایک قوم بنانا چاہتا ہے لیکن نہ وقت سے پہلے بلکہ ایسے وقت میں جبکہ خود وقت گواہی دیتا ہے کہ اب ضرور یہ تمام قومیں ایک قوم ہو جائیں گی۔

نمبر ۲

ہر ایک نفس کیلئے اسکی ذات کے متعلق اور نیز بنی نوع اور قوم کے متعلق عیسائی صاحبون اور آریہ صاحبونکی کیا تعلیم ہے اور قرآن شریف کی کیا تعلیم

عیسائی صاحبوں کی تعلیم کو اسجگہ مفصل لکھنے کی ضرورت نہیں خون مسیح اور کفارہ کا ایک ایسا مسئلہ ہے جسنے انکو نہ صرف تمام مجاہدات اور ریاضات سے فارغ کر دیا ہے بلکہ اکثر دلوں کو گناہوں کے ارتکاب پر ایک دلیری بھی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ جبکہ عیسائی صاحبوں کے ہاتھ میں قطعی طور پر گناہوں کے بخشے جانے کا ایک نسخہ ہے یعنی خون مسیح تو صاف ظاہر ہے کہ اس نسخہ نے قوم میں کیا کیا نتائج پیدا کئے ہوں گے اور کسقدر نفس امارہ کو گناہ کرنے کے لئے ایک جرأت پر آمادہ کر دیا ہوگا۔ اس نسخہ نے جسقدر یورپ اور امریکہ کی عملی پاکیزگی کو نقصان پہونچایا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اسکے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہیں بالخصوص جب سے اس نسخہ کی دوسری جُز شراب بھی اسکے ساتھ ملحق ہو گئی ہے تب سے تو یہ نسخہ ایک خطرناک اور بھڑکنے والا مادہ بن گیا ہے اسکی تائید میں یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے ہر ایک سچے عیسائی کا یہ فرض ہے کہ وہ بھی شراب پیوے اور اپنے مرشد کی پیروی کرے۔

غرض اس نسخہ کے استعمال سے اِن ملکوں کی عملی پاکیزگی پر جو زلزلہ آیا ہے اور جو کچھ تباہی قوم میں پھیلی ہے اس کے ذکر کرنے سے بھی بدن کانپتا ہے۔ افسوس کہ شراب اور کفارہ دونوں ملکر ایک ایسا تیز اور جلد مشتعل ہونیوالا بارود ہو گیا ہے جسکے آگے تقویٰ اور طہارت باطنی یوں اُڑ جاتی ہے جیسے سخت آندھی کے آگے خس و خاشاک۔ اور اسمیں اندرونی پاکیزگی کے اُڑانے کے لئے اُس توپ سے بھی زیادہ قوت ہے جو دس میل سے مار کر سکتی ہے کیونکہ تو بیتو اکثر

دو تین میل تک فیر کر سکتے ہیں مگر ان توپوں کی زد تو دس ہزار میل سے بھی زیادہ تک پہونچگئی ہے۔ یورپ کی شراب کی گرم بازاری نے اس ملک کو بھی شریک کر لیا ہے۔ زیادہ بیان کی حاجت نہیں۔ پھر علاوہ اسکے عورتوں کی عام بے پردگی نے اس توپ کا زن و مرد کو نشانہ بنا دیا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پاک دل رکھنے والے اور خدا سے ڈرنے والے دنیا میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ اور اکثر انسان اُس کُتّے سے مشابہ ہیں جو دودھ یا کسی اور عمدہ چیز کو دیکھ کر اسمیں مُنہ ڈالنے سے صبر نہیں کر سکتا نفس غالب اور شہوت طالب اور آنکھیں اندھی ہوتی ہیں اور شراب ایسے جذبات کو اور بھی بانس پر چڑھا دیتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ کا خوف دل میں سے جاتا رہتا ہے۔ اور جوانی کے دن اور جذبات کے ایام اور نیز شرابوں کے جام اندھا کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں جوان مردوں اور جوان عورتوں کا اس طور سے بلا تکلّف ملاپ ہونا گویا کہ وہ میاں بیوی ہیں ایسی قابل شرم خرابیاں پیدا کرتا ہے جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے آخر جیسے بہت سی تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہو گیا ہے اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آ کر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا ورنہ انجام یہ ہوگا کہ چارپایوں کیطرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے اور نہ صرف ایک موت انکو یاد ہوتی ہے بلکہ وہ ہر وقت عظمت الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ خون مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخکنی میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کیطرح پردہ کی رسم ہوتی تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے

اس فلسفہ کو سمجھ نہیں سکتے اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے تو شوق سے شراب پیا کریں کہ اسکے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں شراب کے وسیلہ سے انکی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے ہمیں تو ناپاک چیزونکی استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اسوقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ اور بعض وقت سَو سَو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اسکے پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہونچتی ہے۔ ایکدفعہ مجھے ایک دوست نے یہہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دیجائے۔ مینے جوابدیا کہ یہ آپنے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کہانیکی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تہا اور دوسرا افیونی۔

پس اسطرح جب مینے خدا پر توکل کی تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ مینے تجھے شفا دیدی۔ تب اُسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہیں باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔* جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُسنے روح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں ہم ہر روز اُسکی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور نزفیات سے نئی نئی روح وہ ہم میں پہونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنیوالا نہ ہوتا تو ہم تو زندہ ہی مرجاتے۔ عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اسکی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اسکی کام۔ کون ہے جسکے کام اسکی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے ہاں بعض وقت حکمت اُسکی

ایسے لوگ تو ہر یک [illegible] ہیں۔ منہ

* انسان جبتک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اُسکے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔

ایک کام کرنیسے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصّہ میں کہ سردرد اور دوران سر اور دوران خون کم ہوکر ہاتھ پیر سرد ہوجانا نبض کم ہوجانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصّہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس ۲۰ برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہے کہ گویا دور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایکدفعہ مینے دُعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دیجائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ تب میرے دل میں خدا تعالےٰ کیطرف سے ڈالا گیا کہ مسیح موعود کے لئے یہ بھی ایک علامت ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ دو زرد چادروں میں اُترے گا۔ سو یہ وہی دو زرد رنگ کی چادریں ہیں۔ ایک اوپر کے حصّہ بدن پر اور ایک نیچے کے حصّہ بدن پر۔ کیونکہ تمام اہل تعبیر اسپر متفق ہیں کہ عالم کشف یا عالم رویا میں جو نبوت کا عالم ہے اگر زرد چادریں دیکھی جائیں تو اُنسے بیماری مراد ہوتی ہے۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ یہ علامت مسیح موعود کی مجھ سے علیحدہ ہو۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم نے اسجگہ انجیل کی تعلیم کا ذکر نہیں کیا کیونکہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مسیح صرف اپنے خون کا فائدہ پہونچانیکے لئے آیا تھا یعنی اس لئے کہ گناہ کرنیوالے اسکے مرنے سے نجات پاتے رہیں ورنہ انجیل کی تعلیم ایک معمولی بات ہے جو پہلے سے بائبل میں موجود ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ یہ صرف دکھائی کے دانت ہیں۔ اسپر عمل کرنا مقصود ہی نہیں۔ اور یہی سچ ہے کیا عدالتیں اسپر عمل کرتی ہیں؟ کیا خود پادری صاحبان اسپر عمل کرتے ہیں؟ کیا عوام عیسائی اسکے پابند ہیں؟ ہاں کفارہ اور خون مسیح کے موافق ضرور عمل ہو رہا ہے۔ اور اس سے یورپ امریکہ دونوں فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

علاوہ اس کے یہ بھی سخت غلطی ہے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل کہا جاسے۔ وہ انسانی فطرت کے درخت کی پورے طور پر آب پاشی نہیں کر سکتی اور صرف ایک شاخ کو

غیر موزون طور پر لمبی کرتی ہے اور باقی کو کاٹتی ہے۔ اور جن جن قوتوں کے ساتھ انسان اس مسافرخانہ میں آیا ہے انجیل ان سب قوتوں کے مُربّی نہیں ہے۔ انسان کی فطرت پر نظر کرکے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو مختلف قُویٰ اس غرض سے دیئے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضا محل اور موقعہ کے ان قُویٰ کو استعمال کرے مثلاً انسان میں منجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکری کی فطرت سے مشابہ ہے۔ اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کی محل میں بکری بنجائے۔ اور شیر بننے کے محل میں وہ شیر بنجائے۔ اور خدا تعالیٰ ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ ہر وقت اور ہر محل میں بکری ہی بنا رہے۔ اور نہ یہ کہ ہر جگہ وہ شیر ہی بنا رہے۔ اور جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ ہر وقت انسان سوتا ہی رہے یا ہر وقت جاگتا ہی رہے یا ہر دم کہاتا ہی رہے یا ہمیشہ کہانے سے مونہہ بند رکھے۔ اسی طرح وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قُوتوں میں سے صرف ایک قوت پر زور ڈالدے۔ اور دوسری قوتیں جو خدا کی طرف سے اسکو ملی ہیں انکو لغو سمجھے۔ اگر انسان میں خدا نے ایک قوت حلم اور نرمی اور درگذر اور صبر کی رکھی ہے تو اُسی خدا نے اسمیں ایک قوت غضب اور خواہش انتقام کی بھی رکھی ہے پس کیا مناسب ہے کہ ایک خدا داد قوّت کو تو حد سے زیادہ استعمال کیا جاسے۔ اور دوسری قُوّت کو اپنی فطرت میں سے بکلی کاٹ کر پھینک دیا جاسے۔ اس سے تو خدا پر اعتراض آتا ہے کہ گویا اُس نے بعض قوتیں انسان کو ایسی دی ہیں جو استعمال کے لایق نہیں۔ کیونکہ یہ مختلف قُوّتیں اُسی نے تو انسان میں پیدا کیں۔ پس یاد رہے کہ انسان میں کوئی بھی قوّت بُری نہیں ہے۔ بلکہ اُنکی بد استعمالی بُری ہے۔ سو انجیل کی تعلیم نہایت ناقص ہے۔ جسمیں ایک ہی پہلو پر زور ڈالدیا گیا ہے علاوہ اسکے دعوی تو ایسی تعلیم کا ہے کہ ایکطرف طمانچہ کہا کر دوسری بھی پھیر دیں۔ مگر اس دعوے کے موافق عمل نہیں ہے مثلاً ایک پادری صاحب کو کوئی طمانچہ مار کر دیکھ لے کہ پھر عدالت کے ذریعہ سے وہ کیا

کارروائی کراتے ہیں۔ پس یہ تعلیم کس کام کی ہے جبپر نہ عدالتیں چلسکتی ہیں نہ پادری چل سکتے ہیں۔ اصل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو حکمت اور موقعہ شناسی پر مبنی ہے مثلاً انجیل نے تو یہ کہا کہ ہر وقت تم لوگوں کے طمانچے کہاؤ اور کسی حالتمیں شر کا مقابلہ نکرو۔ مگر قرآن شریف اسکے مقابل پر یہ کہتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔ یعنی اگر کوئی تمہیں دُکہہ پہونچاوے مثلاً دانت توڑ دے یا آنکہہ پہوڑ دے تو اسکی سزا اسیقدر بدی ہے جو اُسنے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کردو کہ اُس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے تو اس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی ہے۔ اور عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کردیا گیا ہے۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جسپر نظام عالم کا چل رہا ہے رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا ہی عقلمندی ہے۔ جیسا کہ تم دیکہتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ حسب موقعہ گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں۔ اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسیطرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ ایک وقت رعب دکہلانے کا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگذر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رُعب دکہلانا سفلہ پن سمجہا جاتا ہے غرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مُہذب۔

اب ہم آریہ مذہب میں کلام کرتے ہیں کہ اسمیں انسانی پاکیزگی اور انسانی نیک چلنی کے لئے کیا تعلیم ہے۔ پس واضح ہو کہ آریہ سماج کے اصولوں میں سے نہایت

قبیح اور قابل شرم نیوگ کا مسئلہ ہے۔ جسکو پنڈت دیانند صاحب نے بڑی جرأت کیساتھ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے۔ اور وید کی قابل فخر تعلیم اسکو ٹھہرایا ہے۔ اور اگر وہ اس مسئلہ کو صرف بیوہ عورتوں تک محدود رکھتے۔ تب بھی ہمیں کچھہ غرض نہیں تھی کہ ہم اس میں کلام کرتے مگر انہوں نے تو اس اصول انسانی فطرت کے دشمن کو انتہا تک پہونچا دیا اور حیا اور شرم کے جامہ سے بالکل علیحدہ ہوکر یہ بھی لکھہ دیا کہ ایک عورت جو خاوند زندہ رکھتی ہے۔ اور وہ کسی بدنی عارضہ کی وجہ سے اولاد نرینہ پیدا نہیں کر سکتا مثلاً لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں یا بباعث رقت منی کے اولاد ہی نہیں ہوتی یا وہ شخص جماع پر قادر ہے۔ مگر بانجھہ عورتوں کی طرح ہے یا کسی اور سبب سے اولاد نرینہ ہونے میں توقف ہوگئی ہے تو ان تمام صورتوں میں اسکو چاہیئے کہ اپنی عورت کو کسی دوسرے سے ہمبستر کرا دے اور اسطرح پر وہ غیر کے نطفہ سے گیارہ[*] بچے حاصل کر سکتا ہے گویا قریباً بیس برس تک اسکی عورت دوسرے سے ہم بستر ہوتی رہے گی جیسا کہ ہمنے مفصل کتاب کے حوالہ سے یہ تمام ذکر اپنے رسالہ آریہ دہرم میں کر دیا ہے اور حیا مانع ہے کہ ہم اسجگہ وہ تمام تفصلیں لکھیں۔ غرض اس عمل کا نام نیوگ ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ اصول انسانی پاکیزگی کی بیخکنی کرتا ہے۔ اور اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے۔ اور انسانی فطرت اس بیحیائی کو کسیطرح قبول نہیں کر سکتی کہ ایک انسان کی ایک عورت منکوحہ ہو جسکے بیاہنے کے لئے وہ گیا تہا۔ اور والدین نے صدہا یا ہزارہا روپیہ خرچ کرکے اسکی شادی کی تھی جو اس کے ننگ و ناموس کی جگہ تھی اور اسکی عزت و آبرو کا مدار تہا وہ باوجودیکہ اسکی بیوی ہے اور وہ خود زندہ موجود ہے اسکے سامنے رات کو دوسرے سے ہم بستر ہووے اور غیر انسان اسکے ہوتے ہوئے اُسی کے مکان میں اُسکی بیوی سے مونہہ کالا کرے اور وہ آوازیں سُنے اور خوش ہوکہ اچھا کر رہا ہے اور یہ تمام ناجائز حرکات اسکی آنکھوں کے سامنے ہوں۔ اور اسکو کچھہ بھی جوش نہ آوے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسا

[*] مجھے ٹہیک ٹہیک معلوم نہیں کہ نیوگ میں یعنی اپنی بیوی کو دوسرے سے ہمبستر کروا کر صرف گیارہ بچوں تک لینے کا حکم ہے یا زیادہ۔ مدت ہوئی کہ مینے ستیارتھ پرکاش میں پڑہا تو تہا مگر حافظہ اچھا نہیں۔ یاد نہیں رہا۔ آریہ صاحبان خود مطلع فرماویں کیونکہ بوجہ روز کی مشق کرانیکی انکو خوب یاد ہوگا۔ منہ

شخص جسکی منکوحہ اور سہروں کے ساتھ بیاہی ہوئی بیوی اسکی آنکھوں کے سامنے دوسری سے کے ساتھ خراب ہو۔ کیا اسکی انسانی غیرت اس بیحیائی کو قبول کریگی دیکھو راجہ رام چندر نے اپنی بیوی سیتا کے لئے کسقدر غیرت دکھلائی۔ حالانکہ راون ایک برہمن تہا اور سیتا کی ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اور بموجب اس قاعدہ کے برہمن سے نیوگ جائز تہا۔ تاہم رام چندر کی غیرت نے اپنی پاکدامن بیوی کے لئے راون کو قتل کیا اور لنکا کو جلا دیا۔ وہ شخص انسان کہلانے کا مستحق نہیں جسکو اپنی بیوی کیلئے بہی غیرت نہیں۔ اور کیا وجہ کہ اس کا نام دیوث نہ کہا جائے۔ حیوانوں میں بھی یہ غیرت مشاہدہ کی گئی ہے پرندوں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک پرندہ روا نہیں رکھتا کہ دوسرا پرندہ اسکی مادہ سے تعلق پیدا کرے پہر انسان ہو کر یہ حیا سے دور حرکت کیا کوئی پاک فطرت اسکو قبول کریگی۔ اور دیانند کا یہ لکھنا کہ یہ وید کی شرتی ہے ہم نہیں قبول کر سکتے کہ ایسی کوئی شرتی وید میں ہوگی۔ نادانوں میں پنڈت دیانند نے جسقدر چاہا لافیں ماریں ورنہ کامل علمی فضیلت حاصل کرنا جو انسان کے دل کو روشن کرتی ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں۔ بعض الفاظ کے بہت سے معنے ہوتے ہیں اور ایک جاہل اپنی جلد بازی اور اپنی جہالت سے ایک معنے کو پسند کر لیتا ہے۔ پس ایسا شخص جسمیں مادہ حیا کا کم ہو اُسے محسوس نہیں ہوتا کہ یہ میرا قول شرافت اور طہارت سے بعید ہے۔ مگر اسجگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قابل شرم امر پر دیانند نے کیوں زور دیا۔ اور کیوں دلیری کر کے یہ گندی تعلیم اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھدی۔ پس جہاں تک مینے سوچا ہے میرے خیال میں اسکا یہ جواب ہے کہ چونکہ پنڈت دیانند تمام عمر مجرد رہا ہے اور بیوی نہیں کی لہذا اُسکو اُس غیرت کی خبر نہیں تہی کہ جو ایک شریف اور غیور انسان کو اپنی بیوی کی نسبت ہوا کرتی ہے۔ اسیوجہ سے اسکی ناتجربہ کار فطرت نے محسوس نکیا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں۔ دیانند کو معلوم نہیں تہا کہ اپنی بیویوں کی نسبت تو کنجروں کو بہی غیرت ہوتی ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ جو بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق

رکہتے ہین جب کسی آشنا کنجری کی نسبت انکو شک پڑتا ہے کہ وہ دوسرے کے پاس گئی تو بسا اوقات غصہ مین آکر اُسکا ناک کاٹ دیتے ہین یا قتل کر دیتے ہین تو پہر کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ ایک غیرتمند آریہ کی عورت ایسے کام کرے تو وہ لوگون کو منہ دکہلانے کے قابل رہے۔ اسی اصول سے تو دنیا مین صریح بدکاری پہیلتی ہے اور آخر حکام کو بہی ان گندے اصولون کے روکنے کے لئے دخل دینا پڑتا ہے جیسا کہ گورنمنٹ انگریزی نے ابتداء حکومت مین ہی جل پروا اور ستی کے رواج کو جبراً مٹا دیا تہا

اسی طرح تناسخ کا مسئلہ بہی اگر صحیح فرض کیا جاوے تو اسی خرابی کا موجب ہوگا جیسا کہ نیوگ کیونکہ اس صورت مین کروڑہا دفعہ یہ واقعہ پیش آجائیگا کہ ایک شخص ایک ایسی عورت سے نکاح کرے کہ جو درصل اسکی مان تہی یا دادی تہی یا لڑکی تہی جو مرچکی تہی اور پہر وہ دوبارہ جنم لیکر دنیا مین آئی۔ پس اگر اُن لوگون کا مسئلہ صحیح تہا تو اتنا تو پرمیشر کو کرنا چاہیے تہا کہ نئی پیدا ہونے والی کو اس بات کا علم دیدیتا کہ وہ فلان فلان شخص سے پہلے جنم مین

حاشیہ تناسخ کے مسئلہ جیسا اور کوئی جہوٹہا مسئلہ نہین کیونکہ اسکی بنیاد ہی غلط ہے اور آزمائش کے طور پر بہی یہ غلط ثابت ہوتا ہے اور انسانی پاکیزگی کے لحاظ سے بہی غلط ٹہرتا ہے اور خدا کی قدرت مین رخنہ انداز ہونیکی وجہ سے بہی ہر ایک عارف کا فرض ہے جو اسکو غلط سمجہے۔

اسکی بنیاد اس طرح پر غلط ہے کہ ستیارتہ پرکاش مین بتلایا گیا ہے کہ روح عورت کی پیٹ مین اس طرح آتی ہے کہ شبنم کے ساتہ کسی ساگ پات پر پڑتی ہے اور اس ساگ پات کے کہانے سے روح بہی ساتہ کہائی جاتی ہے پس اس سے تو لازم آتا ہے کہ روح دو ٹکڑے ہوکر زمین پر پڑتی ہے ایک ٹکڑے کو اتفاقاً مرد کہا لیتا ہے اور دوسرے ٹکڑے کو عورت کہاتی ہے کیونکہ یہ ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ بچہ کو روحانی قوتین اور روحانی اخلاق مرد اور عورت دونون سے ملتے ہین نہ کہ صرف ایک سے پس دونون کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ساگ پات کو کہاوین

+ نیوگ کی کثرت عورتون کے لئے اس وجہ سے بہی مضر کہ اس سے حجاب اُٹہہ جائیگا اور چند سال بیگانہ کے پاس جاکر پہر ہمیشہ کے لئے یہی عادت رہیگی۔ منہ

یہ رشتہ رکھنا تھا تا بدکاری تک نوبت نہ آتی ۔

اس جگہ یاد رہے کہ تناسخ کا مسئلہ اپنی جڑھ سے باطل ہے وہ تب سچ ہوسکتا ہے جب یہ بات سچ ہو کہ روح دو ٹکڑے ہو کر کسی ساگ پات پر گرتی ہے اور پہر غذا کی طرح کہائی جاتی ہے مگر بیشی کمی مراتب کی تناسخ پر دلیل نہین یہ اختلاف مراتب تو بیجان چیزون مین بہی پایا جاتا ہے اس ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن کم حصہ والیکو پورا حصہ دیا جائیگا اور زیادہ حصہ والے سے حساب کیا جائے گا پس چند روزہ دنیا کی کمی بیشی تناسخ پر کیونکر دلیل ہوسکتی ہے

اور نیوگ کے جواب مین یہ کہنا کہ مسلمانون مین بہی متعہ ہے یہ عجیب جواب ہے مین نہین جانتا کہ آریہ صاحبون نے متعہ کس چیز کو سمجہا ہوا ہے پس واضح ہو کہ خدا نے قرآن شریف مین بجز نکاح کے ہمین کوئی اور ہدایت نہین دی ہان شیعہ مذہب مین سے ایک فرقہ ہے کہ وہ موقت طور پر

بقیہ حاشیہ کہا رہن جسمین روح ہو اور صرف ایک کا کہانا کافی نہین پس بداہت یہ امر مستلزم تقسیم روح ہے ۔ اور تقسیم روح باطل ہے اسلئے **تناسخ باطل ہے**۔

اور آزمائش کے طور پر یہ مسئلہ اس طرح پر غلط ٹہرتا ہے کہ جس طرح ہر قسم کی روحین پیدا ہوتی رہی ہین ان تمام صورتون مین ممکن ہی نہین کہ شبنم کے ساتہہ وہ روحین پیدا ہوتی ہون ۔ مثلاً ہم دیکہتے ہین کہ بالون مین جوئین پڑجاتی ہین وہ جین کس شبنم کے ساتہہ کہائی جاتی ہین ۔ ایسا ہی گندم کے کہاتون مین سسری پڑجاتی ہے وہ کروڑہا روحین جو کہاتہ کے اندر پیدا ہوتی ہین وہ کس شبنم کے ساتہہ کہاتہ کے اندر اترتی ہین اور کون اُنکو کہاتا ہے ۔ ایسا ہی ہم دیکہتے ہین کہ پیٹ مین کدو دانے پیدا ہوتے ہین اور کبہی کبہی دماغ مین کیڑے پیدا ہوجاتے ہین اور طبعی علم کے تجربہ سے پانی کے ہر ایک قطرے مین ہزارہا کیڑے ثابت ہوتے ہین یہ کس شبنم سے پڑتے ہین ۔ تجربہ تبلارہا ہے ۔ تجربہ تبلاتا ہے کہ ہر ایک چیز مین ایک قسم کے کیڑہ کا مادہ موجود ہے ۔ پشمینہ مین بہی ایک قسم کا کیڑہ لگ جاتا ہے ۔ لکڑی مین بہی اناج مین بہی ۔ پہلون مین بہی اور بعض پہلون مین پہل کی پیدائش کے

نکاح کر لیتے ہین یعنے فلان وقت تک نکاح اور پہر طلاق ہو گی اور اس کا نام متعہ رکہتے ہین مگر خدا تعالی کے کلام سے اُن کے پاس کوئی سند نہین بہر حال وہ تو ایک نکاح ہے جسکی طلاق کا زمانہ معلوم ہے اور نیوگ کو طلاق کے مسئلہ سے کچہہ تعلق نہین طلاق کے بعد تمام تعلقات میان بیوی کے قطعًا ٹوٹ جاتے ہین اور ایک دوسرے کی نسبت یہ سمجہا جاتا ہے کہ وہ مر گیا اور یہ طلاق کا مسئلہ بوجہ انسانی ضرورتون کے ہر ایک مذہب مین پایا جاتا ہے چنانچہ ولایت مین بہی قانون طلاق پاس ہو گیا ہے اور یہ اعتراض کہ مسلمان کئی بیویان کر لیتے ہین اسکو بہی نیوگ سے کچہہ تعلق نہین۔ ہند و دہرم کے راجے اور بڑے بڑے آدمی قدیم سے کئی بیویان کرتے رہے ہین اور اب بہی کرتے ہین۔ اور یہ اعتراض کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی زینب کا آسمان پر نکاح ہوا تہا اس سے بہی معترض کی صرف نادانی ثابت ہوتی ہے خدا کے نبیون

بقیہ حاشیہ ساتہہ ساتہہ ہی کیڑا پیدا ہوتا ہے جیسا کہ گولر کا درخت وہ کس شبنم سے کیڑے آتے ہین۔ اور اہل تجربہ نے ثابت کیا ہی کہ بعض ترکیبون سے ہزارہا بچہو پیدا کر سکتے ہین وہ کس شبنم سے آتے ہین۔ افسوس پنڈت دیانند صاحب کی موٹی عقل نے بہت کچہہ خفتین اور ندامتین آریہ صاحبون کو پہنچائی ہین۔ آپ تو ایسی غلط اور بیہودہ باتین بیان کر کے جلد اس دنیا سے گذر گئے اور دوسرون کو جنہون نے انہین کا مت اختیار کیا تہا ندامتون کا نشانہ بنا گئے۔

دیکہو پاکیزگی کے لحاظ سے بہی تناسخ کا مسئلہ کیسا خراب ہے کیا جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے اسکے ساتہہ کوئی فہرست بہی اندر سے نکلتی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ لڑکی فلان مرد کی مان یا دادی یا ہمشیرہ ہے اس سے وہ شادی کرنے سے پرہیز کرے۔

اور یہ تناسخ کا مسئلہ پرمیشر کی قدرت مین بہی سخت رخنہ انداز ہے خداوہ خدا ہے کہ چاہے تو ایک لکڑی مین جان ڈالدے جیسا کہ حضرت موسی کا عصا ایک دم مین لکڑی اور ایک دم مین سانپ بنجاتا تہا مگر روحون کی انادی ہونیکی حالت مین ہندوٴن کا پرمیشر ہرگز پرمیشر نہین رہ سکتا

اور رسولون کے آسمان پر ہی نکاح ہوتے ہین کیونکہ خدا انکو قبل از وقت نکاح کا حکم دیتا ہے اور اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے جبکہ آپ لوگون کا ایک برہمن درمیان ہین اگر نکاح کراجاتا ہے تو کیا خدا کو اختیار نہین۔ اعتراض تو اس صورت مین تھا کہ خدا کسی غیر کی عورت سے جو اسکے نکاح مین ہے اور اس نے طلاق نہین دی جبراً کسی پیغمبر کو دیدے مگر طلاق کے بعد اگر خدا کے حکم سے طرفین کی رضامندی سے نکاح ہو تو اسپر کیا اعتراض ہے۔

اور اگر آریہ صاحبون کے نزدیک اپنی عین حیات مین اپنی بیوی کو کسی دوسرے سے ہمبستر کرانا اُس صورت سے برابر ہے کہ جب انسان اپنی عورت کو بوجہ اُسکی ناپاکی یا بدکاری یا کسی اور وجہ سے طلاق دیتا ہے تو اسکا فیصلہ بہت سہل ہے کیونکہ اس ملک مین ایسی مسلمان اور دوسرے لوگ بکثرت پائے جاتے ہین جو اپنی عورتون سے بوجہ ناموافقت عاجز آکر انکو طلاق دیدیتے ہین اور پھر وہ عورتین اُس عضو کی طرح ہو جاتی ہین جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے اور اُن سے کچھ تعلق نہین رہتا اور اگر آریہ صاحبان چاہین تو ہم ایسے مسلمانون بلکہ ہندوؤن کے نامون کی بھی بہت سی فہرستین دے سکتے ہین جنہون نے ان مشکلات کی وجہ سے ناپاک وضع عورتون کو طلاق دیکر اُن سے تمام تعلقات زندگی کے قطع کر دیئے ہین۔ ایسا ہی آریہ صاحبون

بقیہ حاشیہ کیونکہ جو محض دوسرون کے سہارے سے اپنی خدائی چلا رہا ہے اسکی خدائی کی خیر نہین وہ آج بھی نہین اور کل بھی نہین اور یہہ کہنا کہ تناسخ کا چکر جو کئی ارب سے بموجب آریہ صاحبون کے عقیدہ کے جاری ہے اسکا باعث گذشتہ پیدائشون کے گناہ ہین یہ خیال طبعی علم کے تجربہ کے ذریعہ سے نہایت فضول اور لچر اور باطل ثابت ہوتا ہے یہ ظاہر ہے کہ روحون کی پیدائش مین بھی خدا تعالیٰ کا ایک نظام ہے جو کبھی پیش و پس نہین ہوتا مثلاً برسات کے دنون ہزارہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہین اور گرمی کے دنون مین بکثرت کھیان پیدا ہو جاتی ہین تو کیا انہین دنون مین ہمیشہ دنیا مین پاپ زیادہ ہوتے ہین اور نہایت سخت گناہ کی وجہ سے انسانون کو کھیان اور برسات کے کیڑے بنایا جاتا ہے اس طرح کے ہزارہا دلایل ہین جن سے تناسخ باطل ہوتا ہے چاہئے کہ آریہ صاحبان بغور ان تمام باتون کو سوچین۔ منہ۔

کو چاہئے کہ ہمین اُن شریف اور جنٹلمین اور معزز آریہ صاحبون کی فہرست دکھلاوین* جنہون نے اپنی زندگی مین اپنی عورتون سے نیوگ کرائے ہین اور غیر مردون سی ہم بستر کرا کر اُن سے اولاد حاصل کی ہے۔ مگر چاہئے کہ اس فہرست کے ساتھہ نیوگ کی اولاد کی ایک فہرست بھی نام بنام پیش کر دین ہم دریافت کرنا چاہتے ہین کہ خاص قادیان مین جو آریہ صاحبان رہتے ہین کتنون نے اب تک اُن مین سے اپنی بیویون سی نیوگ کرایا ہے۔ اور کسقدر انہونے اس مقدس عمل سے حصہ لیا ہے اور کتنے نامحرم مردون سے اپنی جورون کو ہم بستر کرا کر اُن سے اولاد حاصل کی ہے کیونکہ اگر درحقیقت یہ عمل عمدہ اور قابل فخر اور وید مقدس کی ہدایت ہے تو ضرور ہر ایک آریہ صاحب نے اس ہدایت سی حصہ لیا ہوگا۔ اور لینا چاہئے

یاد رہے کہ بمقابل نیوگ کی ہدایت کے قرآن شریف مین بیویون کے لئے پردہ کی ہدایت ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔ وقل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن یعنے مومنون کو کہدے مرد ہون یا عورتین ہون کہ اپنی آنکھون کو غیر عورتون اور مردون کی طرف دیکھنے سے روکو اور کانون کو غیر مردون کی ناجائز آواز اور غیر کی آواز سُننے سے روکو اور اپنے ستر گاہون کی حفاظت کرو کہ اس طریق سے تم پاک ہو جاؤ گے۔

اب اے آریہ صاحبان انصاف سی سوچو کہ قرآن شریف تو اسبات سی بھی منع کرتا ہے کہ کوئی مرد غیر عورت پر نظر ڈالے اور یا عورت غیر مرد پر نظر ڈالے یا اُسکی آواز ناجائز طور پر سُنے مگر آپ لوگ خوشی سے اپنی بیویون کو غیر مردون سے ہم بستر کراتے ہین اسکا نام نیوگ رکھتے ہین۔ کس قدر ان دونون تعلیمون مین فرق ہے خود سوچ لین اور سخت افسوس ہے کہ اگر آپ پر ہمدردی کی راہ سے اعتراض کیا جائے کہ ایسا گندہ کام عورتون سے کیون کراتے ہو تو آپ طلاق کا مسئلہ پیش کر دیتے ہین اور نہین جانتے کہ طلاق کی ضرورتین تو تمام دُنیا مین مشترک ہین جس عورت سے باہمی زوجیت کا علاقہ توڑ دیا گیا وہ تو گویا طلاق دہندہ کے حساب مین مرگئی اگر آپ لوگ

* کچھہ مدت ہوئی ہے کہ ایک آریہ صاحب نے بذریعہ ایک اخبار کے غالباً فیروز پور سے اِس مضمون کا ایک .... خط شائع کیا تہا کہ اگر کوئی آریہ صاحبوں میں سے اپنی بیوی سے نیوگ کرانا چاہتے ہیں یا خود بیوی ہی اس مقدس کام کے شایق ہے تو وہ بذریعہ خط و کتابت کے اُس سے تصفیہ کرلیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ قادیان سے بھی اس درخواست کا کوئی جواب بہیجا گیا تہا یا نہیں۔ منہ

صرف اس حد تک پہنچی کہ ضرورتون کے وقتون مین آپ لوگ اپنی اُن عورتون کو طلاق دینے جو آپ لوگون کی نافرمان یا بداخلاق یا بدچلن ہوتین یا دشمن جانی ہوتین تو کوئی بھی آپ پر اعتراض نہ کرتا کیونکہ عورت مرد کا جوڑ تقویٰ طہارت کے محفوظ رکھنے کے لیئے ہے اور عورت مرد ایک دوسرے کے دین اور پاکیزگی کے مددگار ہوتے ہین اور ایک دوسرے کے سچے دوست اور وفادار مخلص ہوتے ہین۔ اور جب انمین وہ پاک تعلق باقی نہ رہے جو اصل مدعا نکاح کا ہے تو پھر بجز طلاق کے اور کیا علاج ہے جب ایک دانت مین کیڑا پڑ جائے اور درد پہنچائے تو اب وہ دانت نہین ہے بلکہ ایک خبیث چیز ہے اُسکو باہر نکالنا چاہیئے تا زندگی تلخ نہ ہو۔ چون بدندانِ تو کرمے اوفتاد + نیست آن دندان بکن ای اوستاد ؎

سوم

جس خدا کی طرف عیسائی مذہب ہدایت کرتا ہے یا وید یا قرآن شریف ان تینون مذاہب مین سے کونسا ایسا مذہب ہے جو سچے خدا کو دکھلاتا ہے صرف قصے پیش نہین کرتا۔

واضح رہے کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اسپر ایسا کامل یقین آجائے کہ گویا اُسکو آنکھ سے دیکھ لیا جائے کیونکہ گناہ کی خبیث روح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہین سکتا جبتک اسکو اس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو اور جبتک معلوم نہو کہ وہ خدا ہے جو مجرم کو سزا دیتا ہے اور راستباز کو ہمیشہ کی خوشی پہنچاتا ہے یہ عام طور پر ہر روز دیکھا جاتا ہے کہ جب تک کسی چیز کے ہلاک ہونے پر کسی کو یقین آجائے تو پھر وہ شخص اُس چیز کے نزدیک نہین جاتا۔ مثلاً کوئی شخص عمداً زہر نہین کھاتا۔ کوئی شخص شیر خونخوار کے سامنے کھڑا نہین ہو سکتا۔ اور کوئی شخص عمداً سانپ کے سوراخ مین ہاتھ نہین ڈالتا۔ پھر عمداً گناہ کیون کرتا ہے۔ اس کا یہی باعث ہے کہ وہ یقین اُسکو حاصل نہین جو اُن دوسری چیزون پر حاصل ہے۔ پس سب سے مقدم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے اور اُس مذہب کو اختیار کرے جس کے ذریعہ سے یقین حاصل

؎ درحقیقت اسلامی پاکیزگی نے ہی طلاق کی ضرورت کو محسوس کیا ہے ورنہ جو لوگ دیوثون کیطرح زندگی بسر کرتے ہیں اُنکے نزدیک گو اُنکی عورت کچھ کرتی پھرے طلاق کی ضرورت نہیں۔ منہ

ہو سکتا ہے تا وہ خدا سے ڈرے اور گناہ سے بچے مگر ایسا یقین حاصل کیونکر ہو کیا یہ صرف قصوں کہانیوں سے حاصل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیا یہ محض عقل کے ظنی دلائل سے میسّر آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس واضح ہو کہ یقین کے حاصل ہونیکی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے مکالمہ کے ذریعہ سے اُسکی خارق عادت نشان* دیکھے اور بار بار کے تجربہ سے اُسکی جبروت اور قدرت پر یقین کرے یا ایسے شخص کی صحبت میں رہے جو اس درجہ تک پہونچ گیا ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ یہ درجہ معرفت کا نہ کسی عیسائی صاحب کو نصیب ہوا اور نہ کسی آریہ صاحب کو اور ان کے ہاتھ میں محض قصے ہیں اور زندہ خدا کی زندہ تجلی کے نظارہ سے وہ سب بے نصیب ہیں۔ ہمارا زندہ حي وقیوم خدا ہم سے انسان کیطرح باتیں کرتا ہے ہم ایکبات پوچھتے اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے یہانتک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جسکو خدا کہنا چاہیے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں انکو بھی کثرت دعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آیندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہمپر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے وہی ہے جس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تجھے طاعون کی موت سے بچاؤنگا اور نیز اُن سب کو جو تیرے گھر میں نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں بچاؤں گا اس زمانہ میں کون ہے جسنے میرے سوا ایسا الہام شائع کیا اور اپنے نفس اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں اور دوسرے نیک انسانوں کیلئے جو اسکی چاردیوار کے اندر رہتے ہیں خدا کی ذمہ داری ظاہر کی ایک لاکھ تک ابتک میرے نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ایک بڑے

* نبوت کے زمانہ کے بعد کچھ مدت تک پیشگوئیاں اُس نبی کی جو دنیا سے گزر گیا بطور معجزات کے دلوں کو تسلی دیتی رہتی ہیں جو دوسری نسل کے سامنے پوری ہوتی رہتی ہیں مگر یہ نظارہ بہت مدت تک نہیں رہتا اور نرے قصے انسان کو سچا پرہیزگار نہیں بنا سکتے گو صرف لکیر پر چلنے والا قومی تعصب میں بڑھ سکتا ہے اور شریر انسان کیطرح زبان دراز ہو سکتا ہے مگر سچی پاکیزگی جو اپنے پھل ظاہر کرے کبھی اُسکو دلمیں نہیں آسکتی۔ منہ

حصہ کے گواہ اسجگہ کے آریہ صاحبان لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل بھی ہیں اگر وہ انکار کریں گے تو ہم ایک اور رسالہ کے ذریعہ سے ٭ ٭ انکی کہانیگی کا انکار تو دہرم ہے یا ہٹ دھرمی قوم کے ڈر سے جھوٹھ بولنا نجاست کھانے سے بدتر ہے پھر قوم بھی کب اس گواہی سے باہر ہے ان کے بہادر پنڈت نے اپنی موت سے سبکو گواہ بنا دیا غریب شرمپت اور ملاوامل کس حساب میں ہیں۔

یاد رہے کہ طاعون کے متعلق اور ایک پیشگوئی عظیم الشان ظہور میں آئی ہے اور وہ یہ کہ آج سے چھہ سات سال پہلے میں نے اپنی ایک کتاب میں خدا تعالی سے الہام پاکر شائع کیا تھا کہ طاعون کے ذریعہ سے بہت سے لوگ میری جماعۃ میں داخل ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب تک دو ہزار سے زیادہ ایسے لوگ میری جماعۃ میں داخل ہوئے ہیں جو طاعون سے ڈر کر اسطرف آئے ہیں خدا تعالی نے میرے سلسلہ کو نوح کی کشتی سے تشبیہ دی تھی سو اس کشتی میں لوگ بیٹھتے جاتے ہیں نوح کی کشتی میں ہر ایک درندہ چرند ڈر کر بیٹھ گیا تھا یہ نہیں کہ نوح شکاریوں کی طرح انکو جنگلوں سے پکڑ لایا تھا بلکہ وہ جان کے خوف سے آپ ہی کشتی میں بیٹھ گئے تھے اب بھی اس کشتی میں ہر قسم کے ڈرنے والے لوگ بیٹھ رہے ہیں۔

سنو اے سب زمین پر رہنے والو آپ آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان سوچکر انصافاً کہیں کہ ان کے ہاتھ میں بجز پرانے اور بوسیدہ قصوں کے کچھہ اور بھی ہے یہی تو وجہ ہے کہ ایک فرقہ نے ہمیں سے ایک انسان کو خدا بنا رکھا ہے جو درحقیقت مجھہ سے زیادہ نہیں اگر وہ مجھے دیکھتا تو خدا کی نعمتوں کو اسجگہ زیادہ پاتا یہ تو عیسائیوں کا جعلی خدا ہے مگر آریوں نے ایک فرضی خدا انسان کیطرح کمزور اپنی طرف سے تراش لیا ہے جو روحوں اور ذرات اجسام کے پیدا کرنے پر قادر نہیں اگر انکو خدا تعالی کی تازہ قدرتوں سے حصہ ہوتا تو وہ جانتے کہ وہ انسان ہونے سے پاک اور ہر ایک بات پر قدرت رکھتا ہے روح کیا حقیقت ہے جو اسکو پیدا نہ کر سکے اور پرمانو کیا چیز ہیں جو ان کی پیدائش پر قادر نہو روحوں کے اندر ایک اور روحیں ہیں اور ذرات کے اندر ایک اور ذرات ہیں سبکا وہی پیدا کرنے والا ہے وہ کبھی اپنی مرضی سے اور کبھی اپنے مقبول بندوں کی دعا سے

٭ میں دیکھتا ہوں کہ آریہ صاحبوں کی اب بد زبانی بہت بڑھ گئی ہے اور وہ بجز ان کے اب علاوہ وید کے دیوتاؤں کے اپنی قوم کی ایک دیوتا بنانا چاہتے ہیں جانتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ وہ زندہ اور حی و قیوم خدا سچائی کی تائید میں آسمان سے اپنی کوئی قدرت دکھلاوے - وید کے خدا کی کمزوری تو انہیں ۲۹ مارچ کو معلوم ہو چکی ہے - مگر اس نو دیوتا سے وہ واقعہ فراموش کرا دیا - اب وہ مجھ سے کیا نشان طلب کرتے ہیں کھلے طور پر جلسہ کر کے یہ مشتہر کر کے پیش کریں پھر اس سے خدا چاہے وہ قادر ہے کہ اسکے جلسے کا جواب دے ...... خدا پر اور اسکی وحی پر ہنسی کرنا اچھا نہیں اگرچہ بقول انکے وید خدا کا کلام نہیں مگر خدا کا کلام مجھہ پر نازل ہوتا ہے دیکھیں اور پرکھیں اور مت ہنسیں - منہ

تازہ بتازہ ایجاد کرتا رہتا ہے جس نے اسکو اس طرح پر نہین دیکھا وہ اندہا ہے جیساکہ وہ خود فرماتا ہے

مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

یعنے جس کو اس جہان مین اُسکا درشن نہین ہوا اُسکو اِس جہان مین بہی اُسکا درشن نہین ہوگا اور وہ دونون جہانون میں اندہا رہے گا۔ خدا کے دیکہنے کے لئے اسی جہان مین آنکہین طیار ہوتی ہین اور بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع ہوتی ہے۔

ان اشتہارات مین جو میرے پر حملہ کرنے کے لئے آریہ صاحبون نے شایع کئے ہین میری بعض پیشگوئیون پر ناسمجھی سے بعض اعتراض بہی کردئے ہین وہ کہتے ہین کہ حال مین یا پہلے لڑکا ہونے کی پیشگوئی کی تہی اور لڑکی پیدا ہوئی۔ پس اس قدر جواب کافی ہے کہ اگر وہ کتابون کو دیکھ کر دیانت کے طریق کو اختیار کرتے تو ایسا اعتراض کبہی نہ کرتے مجھے تو ایسا الہام کوئی یاد نہین کہ جسکا یہ مضمون ہو کہ اب ضرور بلافاصلہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر انکو یاد ہے تو وہ پیش کردین ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین ہماری طرف سے جواب کافی ہے۔ خدا نے تمام کتابون مین قیامت کی پیشگوئی شایع کر رکہی ہے آریہ صاحبان بہی مہا پرلو کے قائل ہین مگر وہ پیشگوئی اب تک پوری نہین ہوئی بلکہ دنیا پہلے سے زیادہ آباد ہوتی جاتی ہے۔ جو پہلے جنگل تہی اب وہان آبادیان اور شہر ہین مگر کیا کہہ سکتے ہین کہ وہ پیشگوئی جہوٹی نکلی۔ خدا کی باتون مین ایک وقت ہوتا ہے وہ اپنے وقتون مین پوری ہوتی ہین۔ اور وعید کی پیشگوئیان توبہ اور رجوع سے کبہی تاخیر بہی ہوجاتی ہین انسان کی بد ذاتی کے لئے اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت نہین کہ اعتراض کے وقت جہوٹ بولے۔ ایساہی آتہم کی موت کی پیشگوئی پر تب اعتراض ہوتا کہ مین اس سے پہلے مرجاتا اور وہ ابتک زندہ ہوتا۔ کیونکہ الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مذہب مین جہوٹا ہے وہ پہلے مریگا۔ الہامی شرط کے موافق اسنے تہوڑے دن فائدہ اٹہایا پہر پیشگوئی کے مطابق مرگیا اور اس نے عین مجلس مین قریباً ستر آدمی کے روبرو جنمین نصف کے قریب عیسائی بہی تہے اپنی شوخیان سے رجوع کیا اور پہر آخر میعاد تک ڈرتا اور روتا رہا۔ اسکو کچہہ مہلت دی گئی اور یہہ مہلت خدا کی

شرط کے موافق اور الہام مین درج تہی اور آخر قبر نے اُسکو بلا لیا- مگر تعجب کہ آریہ صاحبان کیون خواہ نخواہ دوسرون کے قصے پیش کرتے ہین آپ بیتی کو کیون اس قدر جلدی سے بہول گئے اور کیون وہ پنڈت لیکہرام کی پیشگوئی سے فائدہ نہین اُٹہاتے- ذرہ پنڈت لیکہرام کی کتاب کہول کر دیکہین کہ اوس نے میری نسبت اشتہار شایع کیا تہا کہ مجہی پرمیشر نے خبر دی ہے کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مرجائیگا اور مینے بہی خدا تعالی سے الہام پاکر کئی کتابون مین شایع کردیا تہا کہ پنڈت لیکہرام چہہ برس کے عرصہ تک قتل کے ذریعہ مارا جائیگا اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا اور کچہہ عرصہ بعد اس ملک میں طاعون پہیلے گی- چنانچہ وہ سب باتین پوری ہوگئین- اور آپ لوگون کا بہادر پنڈت لیکہرام آپ کو ناد م کرنے والا چہہ برس کو اس دنیا سے رخصت ہوگیا- دیکہو ! اسلام کا خدا کیسا سچا اور غالب نکلا- اگر یہ انسان کا کام تہا تو کیون لیکہرام کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی- مین آریہ صاحبون سے بادب پوچہتا ہون کہ یہ پیشگوئی پنڈت لیکہرام صاحب کی جو میرے نسبت تہی کہ یہ شخص تین برس کے عرصہ مین ہیضہ سے مرجائیگا کیا یہ درحقیقت پرمیشر کے طرف سے تہی پہر ایسے مقابلہ کے وقت لیکہرام کا پرمیشر کیون عاجز رہ گیا- اور اگر پنڈت جی نے جہوٹ بولا تہا اور پرمیشر پر افترا کیا تہا تو کیا ایسے مفتری کی یادگارین قائم کرنا روا ہے جس نے پرمیشر پر جہوٹہ بولا- دیکہو اس مقابلہ مین ہمارے خدا کی کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی- اور مینے لکہہ دیا تہا کہ تمام آریہ صاحبان اب ملکر لیکہرام کے بچانے کے لئے اپنے پرمیشر سے دعا کرلین مگر پرمیشر بچا نہ سکا- اب بالفعل ہم اسی پر ختم کرتے ہین- والسلام علی من اتبع الہدی



خاتمہ آریہ صاحبون کے بعض اعتراضات کے جواب مین۔

انسان جب بغیر سوچنے سمجھنے کے محض نکتہ چینی کے ارادہ سے مخالفت کی نظر سے دیکھے تو گو کیسا ہی کوئی امر سیدہا اور صاف ہو اسکی نظر مین جائے اعتراض ٹھہر جاتا ہے ایسا ہی آریہ صاحبون کا حال ہے وہ اس ندامت کی کچھہ بھی پروا نہین کرتے جو ایک اعتراض کے غلط اور بیجا ثابت ہونے مین ایک باحیا انسان کے دل پر صدمہ پہنچاتی ہے۔ اب سُنئے اعتراضات یہ ہین جو ہمیشہ اسلام جیسے پاک اور کامل مذہب پر سراسر نادانی سے کرتے ہین اور ہم اس وقت وہ اعتراض لکھتے ہین جو انہون نے ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء کو قادیان مین جلسہ کرکے اسلام پر کئے اور اس طرح پر ثابت کر دیا کہ اُن کے تعصب اور ناسمجھی اور ناحق کے کینہ کی کہانتک نوبت پہنچی ہے

اعتراضات

(۱) مسلمان خدا کی نندا کرتے ہین کیونکہ اُن کا عقیدہ ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور چار فرشتون نے اُس تخت کو اُٹھایا ہوا ہے اس طرح پر ثابت ہوتا ہے کہ خدا محدود ہے اور قایم بالذات نہین اور جب محدود ہے تو اسکا علم بھی محدود ہوگا اور حاضر ناظر نہ ہوگا۔

الجواب

اے حضرات! مسلمانون کا یہ عقیدہ نہین ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اُس مین ہرگز نہین پاؤ گے کہ عرش بھی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے خدا نے بار بار قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اسکا مین ہی پیدا کرنے والا ہون۔ مین ہی زمین آسمان اور روحون

اور انکی تمام قوتوں کا خالق ہون۔ میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قایم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدایش ہے مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بہی کوئی جسمانی چیز ہے جسکا میں پیدا کرنے والا ہون۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف مین سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اُس کو قبل اسکے جو قادیان سے باہر جائے **ایک ہزار روپیہ انعام دون گا** میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جسکی جہوٹی قسم کہانا لعنتی کا کام ہے کہ میں قرآن شریف کی وہ آیتہ دکہلانے ہی ہزار روپیہ حوالہ کرون گا۔ ورنہ میں بادب کہتا ہون کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا پر جھوٹھ بولتا ہے +

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بُنیاد تو محض اِس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جسپر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہوسکا تو کچھہ اعتراض نہ رہا خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی اور کسی چیز پر نہین بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے جہان تین ہون تو چوتھا اُن کا خدا ہے جہان پانچ ہون تو چھٹا اُن کے ساتھ خدا ہے اور کوئی جگہ نہین جہان خدا نہین۔ اور پھر فرماتا ہے **اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه** جس طرف تم مُنہ کرو اُسی طرف خدا کا مُنہ پاؤ گے۔ وہ تم سے تمہاری رگ جان سے بہی زیادہ قریب ہے۔ وُہی ہے جو پہلے ہے اور وُہی ہے جو آخر ہے اور وہ سب چیزون سی زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہان در نہان ہے اور پھر فرماتا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

یعنے جب میرے بندے میرے بارے مین پوچھین کہ وہ کہان ہے پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہون کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہین جو شخص مجھہ پر ایمان لاکر مجھے پکارتا ہے تو میں اسکا جواب دیتا ہوں۔ ہر ایک چیز کی کَل میرے ہاتھہ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے

مین ہی ہون جو زمین و آسمان کو اُٹھار ہا ہون - مین ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری امیں اُٹھا رہا ہون +

یہہ تمام آیات قرآن شریف مین موجود ہیں بچہ بچہ مسلمانون کا ان کو جانتا اور پڑھتا ہے جس کا جی چاہے وہ ہم سے آکر اسی پوچھ لے - پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لیکر اسپر اعتراض کر دینا کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے ایسا دُنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اسکے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے - اب یاد رکھو کہ قرآن شریف مین یہ تو کہین بھی نہین کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھار ہا ہے بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کو اُٹھار ہا ہے ہان بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو در اصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہین فرشتے اُٹھار ہے ہین - دانشمند اس جگہ سے سمجھہ سکتا تھا کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہین تو فرشتے کس چیز کو اُٹھاتے ہین ضرور کوئی یہ استعارہ ہوگا - مگر آریہ صاحبون نے اس بات کو نہین سمجھا کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے اب اصل حقیقت سنو - کہ قرآن شریف مین لفظ عرش کا جہان جہان استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے - اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزون مین داخل نہین کیا - اور خدا تعالی کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہین جو وید کے رو سے چار دیوتے کہلاتے ہین مگر قرآنی اصطلاح کی رو سے اون کا نام فرشتے بھی ہے اور وہ یہ ہین - اکاش جسکا نام اندر بھی ہے - سورج دیوتا جسکو عربی میں شمس کہتے ہین چاند جسکو عربی مین قمر کہتے ہین دھرتی جسکو عربی مین ارض کہتے ہین یہ چارون دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ مین بیان کر چکے ہین - خدا کی چار صفتون کو جو اسکے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہین جن کو دوسرے لفظون مین عرش کہا جاتا ہے اُٹھار ہے ہین یعنے عالم پر یہہ ظاہر کر رہے ہین تصریح کی حاجت نہین - اس بیان کو ہم مفصل لکھ آئے ہین اور قرآن شریف مین تین قسم کے فرشتے لکھے ہین -

حاشیہ نسیم دعوت متعلقہ صفحہ ۸۵

خدا تعالیٰ کی چار صفتیں ہیں جن سے ربوبیت کی پوری شوکت نظر آتی ہے اور کامل طور پر چہرہ اس ذات ابدی ازلی کا دکھائی دیتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُن ہر چہار صفتوں کو سورہ فاتحہ میں بیان کرکے اپنی ذات کو معبود قرار دینے کے لیے ان لفظوں سے لوگوں کو اقرار کرنے کی ہدایت دی ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی اے وہ خدا جو ان چار صفتوں سے موصوف ہے ہم خاص تیری ہی پرستش کرتے ہیں کیونکہ تیری ربوبیت تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحمانیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحیمیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری صفت مالکانہ جزا و سزا کی بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیرے اس حسن اور احسان میں بھی کوئی شریک نہیں اسلیے ہم تیری عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں کرتے۔

اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ میں ان چار صفتوں کو اپنی الوہیت کا مظہر اتم قرار دیا ہے اور اسی لیے صرف اسقدر ذکر پر یہ نتیجہ مترتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر وجہ کامل ہیں اور ایک دائرہ کے طور پر الوہیت کے تمام لوازم اور شرائط پر محیط ہیں کیونکہ ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے اور درمیانی زمانہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا بھی ذکر ہے اور پھر آخری زمانہ کی صفت مجازات کا بھی ذکر ہے اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں سو درحقیقت استوا علی العرش کے یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کرکے ظہور میں آگئیں تو خدا تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت صفات لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلی ہو گئی جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی کے وقت اسکی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے ایکطرف شاہی ضرورتوں کیلیے طرح طرح کے سامان طیار ہونیکا حکم ہوتا ہے اور وہ فی الفور ہو جاتے ہیں اور یہی حقیقت ربوبیت عامہ ہے دوسری طرف خسروانہ فیض سے بغیر کسی عمل کے حاضرین کو جود و سخاوت سے مالا مال کیا جاتا ہے تیسری طرف جو لوگ خدمت کر رہے ہیں انکو مناسب چیزوں سے اپنی خدمات کی انجام کیلیے مدد دیجاتی ہے چوتھی طرف جزا سزا کا دروازہ کھولا جاتا ہے کسی کی گردن ماریجاتی ہے اور کوئی آزاد کیا جاتا ہے یہ چار صفتیں تخت نشینی کے ہمیشہ لازم حال ہوتی ہیں پس خدا تعالیٰ کا ان ہر چہار صفتوں کو دنیا پر نافذ کرنا گویا تخت پر بیٹھنا ہے جس کا نام عرش ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ اس تخت کو چار فرشتے اٹھا رہے ہیں پس اسکا یہی جواب ہے کہ ان چار صفتوں پر چار فرشتے موکل ہیں جو دنیا پر یہ صفات خدا تعالیٰ کی ظاہر کرتے ہیں اور ان کے ماتحت چار ستارے ہیں جو چار رب النوع کہلاتے ہیں جنکو وید میں دیوتا کے نام سے پکارا گیا ہے پس وہ ان چاروں صفتوں کی حقیقت کو دنیا میں پھیلاتے ہیں گویا اس روحانی تخت کو اٹھا رہے ہیں بت پرستوں کا جیسا کہ وید سے ظاہر ہے صاف طور پر یہ خیال تھا کہ یہ چار صفتیں مستقل طور پر دیوتاؤں کو حاصل ہیں اسی وجہ سے وید میں جابجا انکی استت اور مہما کی گئی اور ان سے مرادیں مانگی گئیں پس خدا تعالیٰ نے

استعارہ کیطور پر سمجھایا کہ یہ چار دیوتا جنکو بُت پرست اپنا معبود قرار دیتے ہیں یہ مخدوم نہیں ہیں بلکہ یہ چاروں خادم ہیں اور خدا تعالیٰ کے عرش کو اُٹھا رہے ہیں یعنی خادموں کیطرح ان الٰہی صفات کو اپنے آئینوں میں ظاہر کر رہے ہیں اور عرش سے مراد لوازم صفات تخت نشینی ہیں جیسا کہ ابھی ہم بیان کر دیا ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ رب کے معنی دیوتا ہے پس قرآن شریف پہلے اسی سورۃ سے شروع ہوا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی وہ تمام مہما اور اُستت اُس خدا کی چاہیے جو تمام عالموں کا دیوتا ہے وہی ہے جو رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے اور رحمٰن العٰلمین ہے اور رحیم العٰلمین ہے اور مالک جزاء العالمین ہے اُسکی برابر اور کوئی دیوتا نہیں کیونکہ قرآن شریف کے زمانہ میں دیوتا پرستی بہت شائع تھی اور یونانی ہر ایک دیوتے کا نام ربّ النوع رکھتے تھے اور ربّ النوع کا لفظ آریہ ورت میں دیوتا کے نام سے موسوم تھا اسلیے پہلے خدا کا کلام ان جھوٹھے دیوتاؤں کی طرف ہی متوجہ ہوا جیسا کہ اُسنے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی وہ جو سب عالموں کا دیوتا ہے نہ صرف ایک یا دو عالم کا اسی کی پرستش اور حمد و ثنا چاہیے دوسروں کی مہما اور اُستت کرنا غلطی ہے اس صورۃ میں جو صفتیں بُت پرستوں نے چار دیوتوں کے لیے مقرر کر رکھی تھیں خدا تعالیٰ نے اُن سبکو اپنی ذات میں جمع کر دیا ہے اور صرف اپنی ذات کو ان صفات کا منبع ظاہر فرمایا۔ بُت پرست قدیم سے یہ بھی خیال کرتے تھے کہ خدا کی اصولی صفات یعنی جو اصل جڑھ تمام صفات کی ہیں وہ صرف چار ہیں پیدا کرنا پھر مناسب حال سامان عطا کرنا پھر ترقی کے لیے عمل کرنیوالوں کی مدد کرنا پھر آخر میں جزا سزا دینا۔ اور وہ ان چار صفات کو چار دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے تھے اسی بنا پر نوح کی قوم کے بھی چار ہی دیوتا تھے اور انھیں صفات کے لحاظ سے عرب کے بُت پرستوں نے بھی لات منات وعزیٰ اور ہبل بنا رکھے تھے ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چار دیوتا بالارادہ دنیا میں اپنے اپنے رنگوں میں پرورش کر رہے ہیں اور ہمارے شفیع ہیں اور ہمیں خدا تک بھی پہنچاتے ہیں چنانچہ یہ مطلب آیۃ لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى سے ظاہر ہے۔

اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وید بھی ان چاروں دیوتاؤں کی مہما اور اُستت کی ترغیب دیتا ہے اور وید میں اگرچہ اور دیوتاؤں کا بھی ذکر ہے لیکن اصولی دیوتے جنسے اور سب دیوتے پیدا ہوئے ہیں یا یوں کہو کہ انکی شاخ ہیں وہ چار ہی ہیں کیونکہ کام بھی چار ہی ہیں پس قرآن شریف کی پہلی غرض یہی تھی کہ وید وغیرہ مذاہب کے دیوتاؤں کو نیست و نابود کرے اور ظاہر کرے کہ یہ لوگوں کی غلطیاں ہیں کہ اور اور چیزوں کو دیوتا یعنی ربّ النوع بنا رکھا تھا بلکہ یہ چار صفتیں خاص خدا تعالیٰ کی ہیں اور ان چار صفتوں کو عرش کو خادموں اور نوکروں کیطرح یہ بیجان دیوتے اُٹھا رہے ہیں چنانچہ کسی نے کہا ہے سے حمدرا با تو نسبتی است درست ؛ بر در ہر کہ رفت بر در تست + پس یہ اعتراض کہ آریہ صاحبان ہمیشہ سے کرتے ہیں یہ تو درحقیقت انکے وید دں پر اعتراض ہے کیونکہ مسلمان تو اُس خدا کی پرستش کرتے ہیں جو مخدوم ہے مگر آریہ صاحبان اُن جھوٹھے دیوتاؤں کو خدا سمجھ رہے ہیں جو خادموں اور نوکروں چاکروں کیطرح خدا تعالیٰ کی صفات اربعہ کا عرش اپنے سر پر اُٹھا رہے ہیں بلکہ وہ تو چاکروں کے بھی چاکر ہیں کیونکہ اُنپر اور طاقتیں بھی مسلط ہیں جو ملائک کے نام سے موسوم ہیں جو ان دیوتاؤں کی طاقتوں کو قائم رکھتے ہیں جنمیں سے زبان شرع میں کسیکو جبرئیل کہتے ہیں اور کسیکو میکائیل اور کسیکو عزرائیل اور کسیکو اسرافیل اور سناتن دہرم والے اس قسم کے ملائک کے بھی قائل ہیں اور انکا نام جم رکھتے ہیں منجملہ

(۱) ذرات اجسام ارضی اور روحوں کی قوتیں
(۲) اکاش۔ سورج۔ چاند۔ زمین کی قوتیں جو کام کر رہی ہیں
(۳) ان سب پر اعلیٰ طاقتیں جو جبرئیل و میکائیل۔ و عزرائیل وغیرہ نام رکھتی ہیں جن کو وید میں جم لکھا ہے مگر اس جگہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں یعنے اکاش اور سورج وغیرہ جو خدا تعالیٰ کی چار صفتوں کو اٹھا رہے ہیں۔ یہ وہی صفتیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے مگر یہ لوگ خوب وید دان ہیں جو اپنے گھر کے مسئلہ سے بھی انکار کر رہے ہیں۔

غرض وید کے یہ چار دیوتے یعنی اکاش۔ سورج۔ چاند۔ دھرتی خدا کے عرش کو جو صفت ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالک یوم الدین ہی اٹھا رہے ہیں۔ اور فرشتہ کا لفظ قرآن شریف میں عام ہے ہر ایک چیز جو اسکی آواز سنتی ہے وہ اسکا فرشتہ ہے پس دنیا کا ذرہ ذرہ خدا کا فرشتہ ہے کیونکہ وہ اسکی آواز سنتے ہیں اور اسکی فرمان برداری کرتے ہیں اور اگر ذرہ ذرہ اسکی آواز سنتا نہیں تو خدا نے زمین آسمان کے اجرام کو کس طرح پیدا کر لیا۔ اور یہ استعارہ جو ہمنے بیان کیا ہے اس طرح خدا کے کلام میں بہت سے استعارات ہیں جو نہایت لطیف علم اور حکمت پر مشتمل ہیں۔ اگر اب بھی کوئی شخص اپنی ناسمجھی سے باز نہ آوے تو وہ کوئی اعتراض منتخب کر کے اسلام پر پیش کرے اور پھر انسانیت اور تحمل سے اس کا جواب سُنے ورنہ ایسے اعتراضات سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض حقیقت سے بے خبر اور دل اسکا تعصب سے پر اور غرض اسکی محض تحقیر ہے۔ دین ایک علم ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتا ہے کیا لازم ہے کہ اس طرح پر افترا کے طور پر اعتراض کئے جائیں ورنہ مسلمان بوجہ اولےٰ کہہ سکتے ہیں کہ جن خداؤں کو وید نے پیش کیا ہے وہ تو یہی ہیں کہ سورج چاند آگ پانی زمین وغیرہ مخلوق چیزیں یہ سب محدود اور مخلوق اور بیجان ہیں

اس لئے آریہ صاحبون کا پرمیشر نہ صرف محدود بلکہ بے جان چیز ہے اسی لئے اُن کی آواز نہین سُن سکتا اور نہ جواب دے سکتا ہے۔

پھر جب پرمیشر نے کچھہ پیدا ہی نہین کیا اُسکا محدود ہونا توبہر حال ماننا پڑیگا کیونکہ اِس طرح پر سمجھو کہ روحون اور پرمانو اور پرمیشر سے گویا ایک شہر آباد ہے۔ جسکے ایک محلہ مین تو ارواح یعنے جیو رہتے ہین اور دوسرے محلہ مین پرمانو یعنے ذرات اجسام رہتے ہین اور تیسرے محلہ کے کونہ مین پرمیشر رہتا ہے کیونکہ جو چیزین انادی اور اپنا اپنا وجود مستقل رکھتی ہین اُن مین پرمیشر دھنس نہین سکتا کیا تم سرب بیاپک ہو سکتے ہو پس سوچ کر دیکھو کہ انادی اور غیر مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم مین اور پرمیشر مین فرق کیا ہے پس وہ کیونکر غیر مین دھنس جائیگا۔ پس خواہ مخواہ تمہارا پرمیشر محدود ہو گیا اور بوجہ محدود ہونے کے علم بھی محدود ہو گیا۔ مگر اوس خدا کو کون محدود کہہ سکتا ہے جس کو قرآن شریف نے پیش کیا ہے جسکی نسبت وہ کہتا ہے کہ ہر ایک جان کی وہی جان ہے جس کے ساتھہ وہ زندہ ہے اور ذرہ ذرہ اسکے ہاتھہ سے نکلا اور اسی کے سہارے سے موجود ہے اور سب چیز پر وہ محیط ہے کیونکہ ہر ایک چیز اُسی سے نکلی ہے

نادان انسان جو تعصب سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایک بات اپنے مونہہ سے نکالتا ہے اور کبھی ارادہ نہین رکھتا کہ اُسکا فیصلہ کرے یہی آریہ صاحبون کا حال ہے گویا وہ اس دنیا مین ہمیشہ رہین گے ورنہ ہم کہتے ہین کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بھی رد کر سکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگالو خواہ تم تمام جائداد ہماری لے لو مگر کیا کسی کی نیت ہے کہ آرام سے اور آہستگی سے جیساکہ عدالت مین مقدمات فیصلہ پاتے ہین کسی چیز کا فیصلہ کرے ہرگز نہین پس صبر کرو جبتک خدا ہمارا تمہارا فیصلہ کرے۔

(۲) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ فرشتے خدا تعالیٰ کو جا کر نیکی بدی کی خبر دیتے ہیں اور اسوقت تک وہ بیخبر ہوتا ہے۔
الجواب اس کا جواب یہ ہے کہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ ورنہ کھولکر دکھلاؤ کہ کہاں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ میں مخلوق کے حال سے بیخبر ہوں جب تک کوئی فرشتہ مجھے خبر نہ دے۔ وہ تو بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ ذرہ ذرہ کی مجھے خبر ہے ایک پتہ بھی میرے حکم کے بغیر نہیں گرتا میں تعجب کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کی روحیں ہیں کہ دلیری سے اسقدر افترا کرتے ہیں سارا قرآن اسبات سے بھرا ہوا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا بالذات علم رکھتا ہے۔ پس ہم اس افترا کا کیا نام رکھیں کہ گویا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کو کچھ بھی اپنی مخلوق کی خبر نہیں جبتک فرشتے جا کر رپورٹ نہ دیں۔

(۳) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا پہلے کچھ مدت تک بیکار رہا کیونکہ دنیا ہمیشہ سے نہیں۔
الجواب یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ انسان کے پیدا کرنے سے پہلے خدا بیکار تھا بلکہ وہ بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ میں قدیم سے خالق ہوں مگر اسبات کی تفصیل کہ وہ کس کس مخلوق کو پیدا کرتا رہا ہے یہ امر انسان کے احاطہ اقتدار سے باہر ہے ہم قرآن کی رو سے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ کبھی معطل نہیں رہا مگر اسکی تفصیل کو ہم نہیں جانتے ہمیں معلوم نہیں کہ اُسنے کتنی مرتبہ اس دنیا کو بنایا اور کتنی مرتبہ ہلاک کیا۔ یہ لمبا اور غیر متناہی علم خدا کو ہے کسی دفتر میں یہ سما نہیں سکتا ہاں عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف چند مدت سے خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے پہلے کچھ نہ تھا اور قدیم سے وہ خالق نہیں ہے۔ سو یہ اعتراض اُنپر کرو اور پھر آپ لوگوں کو شرم کرنا چاہئے کہ ہم تو مانتے ہیں کہ ہمارا خدا قدیم سے ذرات اجسام پیدا کرتا رہا اور قدیم سے روحیں بھی پیدا کرتا رہا۔ مگر آپ لوگ تو قطع نظر قدیم کے ایک مرتبہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی ان صفات کو نہیں مانتے۔ پھر کیوں اپنے گھر سے بیخبر رہ کر اسلام پر محض افترا کیطور پر اعتراض کر دیتے ہیں ورنہ حیا اور شرم کرکے قرآن شریف سے ہمیں دکھلا دو کہ کہاں لکھا ہے کہ میں قدیم سے خالق نہیں ہوں مگر آپ کا پرمیشر تو بجز معمار یا نجار کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا اور کیونکر معلوم ہوا کہ وہ عالم الغیب ہے اس کا وید میں کیا ثبوت ہے ذرہ ہوش سے جواب دو۔

(۴) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا خدا متغیر ہے کبھی کوئی حکم دیتا ہے کبھی کوئی۔
الجواب خدا آپ لوگوں کو ہدایت دے قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ خدا متغیر ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ انسان متغیر ہے اس لئے اسکے مناسب حال خدا اسکے لئے تبدیلیاں کرتا ہے جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو صرف اُسکو خون کی غذا ملتی ہے اور جب پیدا ہوتا ہے تو ایک مُدّت تک صرف دودھ پیتا ہے اور پھر بعد اس کے اناج کھاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تینوں سامان اسکے لئے وقتاً فوقتاً پیدا کر دیتا ہے۔ پیٹ میں ہونے کی حالت میں پیٹ کے فرشتوں کو جو اندرونی ذرّات ہیں حکم کر دیتا ہے کہ اسکی غذا کے لئے خون بنا دیں۔ اور پھر جب پیدا ہوتا ہے تو اس حکم کو منسوخ کر دیتا ہے تو پھر پستان کے فرشتوں کو جو اسکے ذرّات ہیں حکم کرتا ہے جو اُسکے لئے دودھ بنا دیں۔ اور جب وہ دودھ سے پرورش پا چکتا ہے۔ تو پھر اس حکم کو بھی منسوخ کر دیتا ہے۔ تو پھر زمین کے فرشتوں کو جو اُس کے ذرّات ہیں حکم کرتا ہے۔ جو اس کے لئے اخیر مدت تک اناج اور پانی پیدا کرتے رہیں۔ پس ہم مانتے ہیں کہ ایسے تغیر خدا کے احکام میں ہیں خواہ بذریعہ قانون قدرت اور خواہ بذریعہ شریعت مگر اس سے خدا میں تغیر کونسا لازم آیا۔ شرم! شرم!! شرم!!!

مگر افسوس کہ وید کی رو سے خدا ان تغیرات کا مالک نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وید تو خدا کے فرشتوں کا منکر ہے پس کیونکر دنیا کے ذرّات اور روحوں کی قوتیں اسکی آواز سن سکتی ہیں۔ علم طبعی اور ہیئت کا سلسلہ تبھی خدا کیطرف منسوب ہو سکتا ہے کہ جب طبعی طور پر ہر ایک ذرہ مخلوقات کا خدا کا فرشتہ مان لیا جائے ورنہ فرشتوں کے انکار سے دہریہ بننا پڑے گا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے پرمیشر کو اُسکا کچھ بھی علم نہیں اور نہ اسکی مرضی اور ارادہ سے ہو رہا ہے۔ مثلاً کانوں میں سونا اور چاندی اور پیتل اور تانبا اور لوہا طیار ہوتا ہے۔ اور بعض کانوں میں سے ہیرے نکلتے ہیں اور نیلم پیدا ہوتا ہے اور بعض جگہ یاقوت کی کانیں ہیں۔ اور بعض دریاؤں میں سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک جانور کے پیٹ سے

بچہ یا انڈہ پیدا ہوتا ہے۔ اب خدا نے تو قرآن شریف میں ہمیں یہ سکھلایا ہے کہ یہ طبعی سلسلہ خود بخود نہیں بلکہ ان چیزوں کے تمام ذرّات خدا کی آواز سنتے ہیں اور اس کے فرشتے ہیں یعنی اسکی طرف سے ایک کام کے لئے مقرر شدہ ہیں۔ پس وہ کام اسکی مرضی کے موافق وہ کرتے رہتے ہیں۔ سونے کے ذرّات سونا بناتے رہتے ہیں۔ اور چاندی کے ذرّات چاندی بناتے رہتے ہیں۔ اور موتی کے ذرّات موتی بناتے ہیں اور انسانی وجود کے ذرّات ماؤں کے پیٹ میں انسانی بچہ طیار کرتے ہیں اور یہ ذرّات خود بخود کچھ بھی کام نہیں کرتے بلکہ خدا کی آواز سنتے ہیں اور اسکی مرضی کے موافق کام کرتے ہیں۔ اسلئے وہ اسکے فرشتے کہلاتے ہیں اور کئی قسم کے فرشتے ہوتے ہیں یہ تو زمین کے فرشتے ہیں۔ مگر آسمان کے فرشتے آسمان سے اپنا اثر ڈالتے ہیں جیساکہ سورج کی گرمی بھی خدا کا ایک فرشتہ ہے جو پھلوں کا پکانا اور دوسرے کام کرتا ہے۔ اور ہوائیں بھی خدا کے فرشتے ہیں جو بادلوں کو اکٹھے کرتے اور کھیتوں کو مختلف اثر اپنے پہونچاتے ہیں اور پھر نکی اور بہت فرشتے ہیں جو ان میں تاثیر ڈالتے ہیں۔ علوم طبعی اسباب کے گواہ ہیں کہ فرشتوں کا وجود ضروری ہے۔ اور ان فرشتوں کو ہم بچشم خود دیکھ رہے ہیں۔ اب بقول آریہ صاحبان وید ان فرشتوں کا منکر ہے پس اسطور سے وہ اُس طبعی سلسلہ سے انکاری اور دہریہ مذہب کی بنیاد ڈالتا ہے۔ کیا یہ امر بدیہی اور مشہود و محسوس نہیں کہ ہر ایک ذرہ ذرات اجسام میں سے ایک کام میں مشغول ہے یہانتک کہ شہد کی مکھیاں بھی خدا کی وحی سے ایک کام کر رہی ہیں۔ پس وید اگر اس سلسلہ سے منکر ہے تو پھر اسکی خیر نہیں۔ اس صورت میں وہ تو دہریہ مذہب کا حامی ہوگا۔ اگر یہی وید و دیا کا نمونہ ہے تو شاباش خوب نمونہ پیش کیا۔

(۵) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ شفاعت پر بھروسہ شرک ہے۔

الجواب قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من ذالذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ۔ یعنی خدا کے اذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہو سکتی۔ قرآن شریف کی رو سے

شفاعت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرے کہ وہ مطلب اسکو حاصل ہو جائے یا کوئی بلا ٹل جائے۔ پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دُعا کرے کہ اُسکو وہ مرتبہ حاصل ہو یہی حقیقت شفاعت ہے۔ سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بے شک دعا کرتے ہیں کہ خدا اُنکو قوت دے اور اُنکی بلا دور کرے۔ اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے۔ پس اگر وید نے اس ہمدردی کو نہیں سکھلایا اور وید کی رو سے ایک بھائی دوسرے کے لئے دُعا نہیں کر سکتا تو یہ بات وید کے لئے قابل تعریف نہیں بلکہ ایک سخت عیب ہے چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں اسلئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اُس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی اُنکے لئے دعا کرنے میں لگے ہو اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دُعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایکدوسرے پر حق ہے۔ اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے شفع جُفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اسوقت شفیع کہا جاتا ہے۔ جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو کر اُسمیں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کیلئے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنی نفس کے لئے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جبتک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اسمیں پیدا نہو بلکہ دین کے دو ہی کامل حصے ہیں ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اسقدر محبت کرنا کہ اُنکی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور اُنکے لئے دُعا کرنا جسکو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں

(۶) خدا کی کوئی آواز دنیا میں سنائی نہیں دیتی۔

الجواب تعجب باوجودیکہ پنڈت لیکھرام کی موت سے تمام آریہ صاحبوں نے ۶ مارچ کے دن یہ خدا تعالےٰ کی آواز سُن لی اور خدا نے دنیا میں اشتہار دیدیا کہ لیکھرام بوجہ اپنی بدزبانیوں کے چھ برس تک کسی کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ وہ آواز نہ صرف ہمنے سُنی بلکہ ہمارے ذریعہ سے سب آریہ صاحبوں نے سُنی تھی کیا اب بھی ثابت نہ ہوا کہ خدا کی آواز دنیا کو سنائی دیتی ہے آپ صاحبوں میں سے پکے آریہ لالہ شرمپت اور لالہ ملا وامل ساکن قادیان بہت سے خدا کی آوازوں کے گواہ ہیں اگر وہ انکار کرینگے اور قوم کو خدا پر مقدم رکھینگے اور جھوٹ بولیں گے تو شاید کوئی اور آواز آسمانی سُن لیں گے

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی